تار کا پتہ الفضل — اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

الفضل قادیان بٹالہ — THE ALFAZL QADIAN — قیمت فی پرچہ ۲/

اخبار الفضل قادیان

ہفتہ میں دوبار

سالانہ چندہ ... ششماہی ... بیرون ہند ...

ایڈیٹر: غلام نبی

نمبر ۹۶ | مورخہ ۱۰ر جون ۱۹۲۴ء | مطابق ۵ر ذیقعدہ ۱۳۴۲ھ | جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

۸ر جون بعد نماز صبح حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد مبارک میں وہ مضمون احباب قادیان کو سنایا جو حضور نے لنڈن کی مذہبی کانفرنس کے لئے رقم فرمایا ہے۔

مونگھیر میں آریوں سے جو مباحثہ قرار پایا ہے اس کے لئے جناب حافظ روشن علی صاحب جناب میر قاسم علی صاحب اور مہاشہ فضل حسین صاحب تشریف لے گئے۔ یہ مباحثہ ۸ یوم تک ۸ تا ۱۵ر جون ہو گا۔ احباب کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

۹ر جون مسجد اقصیٰ میں جناب چوہدری فتح محمد خان صاحب ناظر دعوت و تبلیغ نے قادیان کے احباب کو چندہ روزہ تبلیغی تحریک کی طرف توجہ دلائی۔ عنقریب انشاء اللہ اس بارہ میں ...

بلادِ غربیہ میں تبلیغ

(مولوی عبدالرحیم صاحب نیر کے قلم سے)

اسلام کا ہند پر احسان

ایشیاٹک ریویو بابت اپریل ۲۴ء میں مسٹر جے۔ سی۔ فرنچ۔ آئی۔ سی۔ ایس کے مضمون "ہندوستانی صنعت" کے بعد واقع ہونیوالے مباحثہ کا ذکر کرتے ہوئے مفصلہ ذیل عبارت درج ہے:۔

"مولوی عبدالرحیم نیر امام جماعت احمدیہ انگلستان نے بطور ایک مبلغ اسلام اور انگلستان کا دوست ہونے کے اس امر کو واضح کیا کہ مقرر نے اپنے مضمون میں "Destructive flood Mohammadan invasion." مسلمانوں کے حملہ کا تباہ کن سیلاب" اور ایسے ہی دوسرے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اور اس طرح ان کثیر المقدار مفید آبادکن constructive work. کو نظر انداز کر دیا ہے۔ جو مسلمانوں نے ہندوستان میں کیا تھا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ وہ اس طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ کہ جن فعلوں کے ہندوستان کی صنعت کو فروغ دینے کی مقرر صاحب نے جائز طور پر تعریف کی ہے۔ وہ پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور کہ مسٹر نیویڈ تا آنجہانی نے ایک مرتبہ اپنی ایک تقریر میں ۱۵۰ ان برکات کا ذکر کیا تھا۔ جو اسلامی حکومت کے ذریعہ ہندوستان کو حاصل ہوئی تھیں؛

مجھے افسوس ہے کہ جہاں اسلام کی طرف سے پرانے تعصبات تا حال کلیۃً مفقود نہیں ہوئے۔ بلکہ بعض حالات میں عمداً سیاسی لوگ ان کو تازہ رکھنے ...

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

THE ALFAZL QADIAN

قیمت فی پرچہ ۱/

اخبار الفضل

ہفتہ میں دو بار — قادیان

ایڈیٹر: غلام نبی

نمبر ۹۶ | مورخہ ۱۰ جون ۱۹۲۴ء | مطابق ۵ ذیقعدہ ۱۳۴۲ھ | جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

۶ جون بعد نماز صبح حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد مبارک میں وہ مضمون احباب قادیان کو سنایا جو حضور نے لنڈن کی مذہبی کانفرنس کے لئے رقم فرمایا ہے۔

مونگھیر میں آریوں سے جو مباحثہ قرار پایا ہے اس کے لئے جناب حافظ روشن علی صاحب جناب میر قاسم علی صاحب اور مہاشہ فضل حسین صاحب تشریف لے گئے۔ یہ مباحثہ ۸ یوم تک ۸ تا ۱۵ جون ہو گا۔ احباب کامیابی کے لئے دعا فرماویں۔

۷ جون مسجد اقصیٰ میں جناب چوہدری فتح محمد خان صاحب ناظر دعوت و تبلیغ نے قادیان کے احباب کو یک روزہ تبلیغی تحریک کی طرف توجہ دلائی۔ عنقریب انشاء اللہ اس بارہ میں عملی کارروائی شروع ہو جائیگی۔

بلادِ غربیہ میں تبلیغ

(مولوی عبدالرحیم صاحب نیر کے قلم سے)

اسلام کا ہند پر احسان

ایشیاٹک ریویو بابت اپریل ۲۴ء میں مسٹر جے۔ سی۔ فرنچ۔ آئی۔ سی۔ ایس کے مضمون "ہندوستانی صنعت" کے بعد واقع ہونیوالے مباحثہ کا ذکر کرتے ہوئے مفصلہ ذیل عبارت درج ہے:۔

"مولوی عبدالرحیم نیر امام جماعت احمدیہ انگلستان نے بطور ایک مبلغ اسلام اور انگلستان کا دوست ہونے کے اس امر کو واضح کیا کہ مقرر نے اپنے مضمون میں مسلمانوں "Destructive flood Mohammad" "an invasion." کے حملہ کا تباہ کن سیلاب" اور ایسے ہی دوسرے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اور اس طرح اس کثیر المقدار مفید آباد کن Constructive work. کو نظر انداز کر دیا ہے۔ جو مسلمانوں نے ہندوستان میں کیا تھا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ وہ اس طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ کہ جن مغلوں کے ہندوستان کی صنعت کو فروغ دینے کی مقرر صاحب نے جائز طور پر تعریف کی ہے۔ وہ پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور کہ مسٹر نیوڈنا آنجہانی نے ایک مرتبہ اپنی ایک تقریر میں ۱۵۔ ان برکات کا ذکر کیا تھا۔ جو اسلامی حکومت کے ذریعہ ہندوستان کو حاصل ہوئی تھیں:۔

مجھے افسوس ہے کہ جہاں اسلام کی طرف سے بڑے تعصبات تا حال کلیتہً مفقود نہیں ہوئے۔ بلکہ بعض حالات میں عمداً سیاسی لوگ ان کو تازہ رکھنا چ

ہیں۔ وہاں مسلمانوں کو ہر طرف اپنے مفاد کی حفاظت سے بے اعتنائی ہے۔ جو لوگ مبلغین احمدیت کو تنگ خیال اور فرقہ بندی والے خیال کرتے ہیں۔ ان کو معلوم ہو۔ کہ خادمان حضرت خلیفہ برحق سیدنا مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ ہر موقعہ پر حفاظت و حمایت دین محمدؐ کا حق ادا کرتے ہیں

پین اسلامزم کا ثبوت

"سنٹرل ایشین سوسائٹی" میں جو اعلیٰ بری و بحری پنشن یافتہ افسروں کی ایک مجلس ہے۔ ایک فرانسیسی پادری کا لیکچر تھا۔ یہ پادری دوران جنگ میں فرانسیسی فوج میں شامل ہو کر ایران اور کوہ قاف میں جنگ میں شامل ہوا۔ اس نے "جادو کے لمپ کی مدد سے اپنا لیکچر دیا اور اسلامی ممالک کا نقشہ اور اسلامی آبادی دکھا کر یہ بتایا۔ کہ اگر جنرل ڈنسٹن ایران میں ترکوں کی پیشقدمی روک کر ان کا ہندوستان کی طرف آنے کا راستہ بند نہ کر دیتے۔ تو پین اسلامزم یا پین تورانزم کے منصوبے غالب آ جاتے۔ اور انگلستان و فرانس کے لئے جو مسلمانوں پر حکمران ہیں۔ خطرناک دن پیش آتے۔ پریزیڈنٹ نے بھی زیادہ زور اس امر پر دیا۔ کہ فرانس اور انگلستان کو "اسلام کے خطرہ" کا مقابلہ کرنے کے لئے متحدہ کوشش کرنی چاہیئے۔ لیکچرار کے بعد جنرل ڈنسٹن جنرل بائین فریخ اور سر چارلس آرتھر ییٹ نے تقریریں کیں۔ عاجز نے اس موقعہ پر حمایت اسلام کو اپنا فرض اول سمجھ کر بامداد سر مائیکل اوڈوائر اور جنرل ایجرٹن میر مجلس سے مختصر سی تقریر کرنے کی اجازت مانگی۔ حاضرین سے تمام کمرہ بھرا ہوا تھا۔ اور مختلف یورپین اقوام کے معززین حاضر تھے۔ ممبر پر چڑھ کر عاجز نے پہلے اپنا تعارف کرایا۔ اور پھر پین اسلامزم کے خطرہ کا ثبوت حاضرین کے دلوں سے احمدیت کے کلام سے نکالا۔ میری تقریر کو بہت پسند کیا گیا بہت سے معزز حاضرین نے تقریر کے بعد مصافحہ کیا۔ اور میر مجلس نے اظہار خوشی کیا۔ کہ اسلام میں ایسی امن پسند تحریک ہے۔ جس کا مولوی نیر نے ذکر کیا ہے۔ میں خود محسوس کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان لوگوں کے سامنے جن کے خیالات کا دنیائے اسلام کی دنیوی حالت پر بہت اثر ہے۔ خدا تعالیٰ کے فرستادہ خلیفۃ اسلام کی تعلیم پیش کرنے اور محمد عربی کے دین کی حمایت کرنے کا موقعہ دیا۔ فرنچ سفارت خانہ کا قریباً تمام معزز عملہ موجود تھا۔ اور میں نے خصوصیت سے ذکر کیا کہ تعلیم احمدیت کی رو سے ہر ملک کے مسلمانوں کو اپنی حکومت کی اطاعت کرتے ہوئے ان کے ساتھ ملکر ترقی کرنے میں کوشاں ہونا چاہیئے ۔

ہندوؤں کے مقدس شہر متھرا میں احمدیوں اور آریوں کے مابین مباحثہ

۲۷- اپریل ۱۹۲۴ء کو آریہ سماج متھرا نے اپنے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر تبادلہ خیالات کے لئے ایک گھنٹہ وقت دیا۔ مسلمانوں کی طرف سے مولوی جلال الدین صاحب احمدی شمس مولوی فاضل نے صبح ۹ بجے سے ۱۰ بجے تک آریہ مذہب پر اعتراضات کئے۔ آریہ سماجی سوالات سن کر سخت گھبرائے۔ اور بجائے ایک مجیب کے دو مجیب باری باری مولوی صاحب موصوف کے سوالات کے جوابات دینے کی کوشش کرتے رہے لیکن پھر بھی کافی طور پر جواب نہ دے سکے۔ تو انہوں نے ناکامی کی خفت مٹانے کے لئے کہا کہ تبادلہ خیالات کے لئے کوئی اور وقت مقرر کیا جائے۔ آخر ۱۱ مئی ۲۴ء تاریخ مناظرہ مقرر ہوئی۔ مولوی جلال الدین صاحب وقت مقررہ پر ۱۱ مئی ۱۹۲۴ء کو متھرا پہنچ گئے۔ اس مباحثہ کی رپورٹ جو ہمارے مبلغ چودہری محمد ابراہیم صاحب نے بھیجی ہے۔ مندرجہ ذیل ہے:-

مسلمانوں کی طرف سے مناظر مولوی جلال الدین صاحب شمس احمدی اور پریزیڈنٹ حافظ محمد اسحٰق صاحب تھے۔ اور آریہ سماج کی طرف سے مناظر پنڈت کالیچرن صاحب اور پریزیڈنٹ مراری لال صاحب مقرر ہوئے۔ مولوی صاحب نے اپنی تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا میں بہت سے مذہب پائے جاتے ہیں۔ اور ہر ایک ایک کتاب پیش کرتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ اگر اس کتاب کی تعلیم پر عمل کیا جائے۔ تو انسان نجات پا سکتا ہے۔ اور اس کا خدا یا پرمیشور سے تعلق اور سمبندھ ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ اس وقت میں مناظر آریہ سماج سے دریافت کرتا ہوں کہ وید کے عاملین میں وہ کونسی خصوصیت ہے۔ جس سے معلوم ہو کہ ان کا تعلق تو خدا سے پیدا ہو گیا ہے۔ اور دوسروں کا نہیں۔ اگر کوئی خاص خصوصیت نہیں۔ تو لوگ اپنے مذہب کو چھوڑ کر کیوں آریہ مذہب کو اختیار کریں پس ایسا کوئی شخص پیش کرو۔ جس کا خدا سے تعلق پیدا ہو گیا ہو۔ اور پھر اس تعلق کا ثبوت بھی دو۔ یہ سوال کیا تھا۔ ایک ایسا سخت مطالبہ تھا۔ جس کا جواب نہ ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی ہو سکیگا۔ کبھی تو پنڈت صاحب کہتے۔ وید میں توحید کی تعلیم دی گئی ہے مولوی صاحب کہتے کہ میرا یہ سوال نہیں۔ پھر نمونہ کے طور پر سوامی دیانند کو پیش کیا۔ مولوی صاحب نے سوامی دیانند کا بھنگ وغیرہ پینا۔ اور منو سمرتی وغیرہ سے انکی سزا اور کیڑے مکوڑے کی جون میں جانا اور جاہل وغیرہ ہونا ثابت کیا جس سے آریہ سماج کو اور بھی ذلت ہوتی ہم گھنٹہ مباحثہ تھا۔ اس ضمن میں ۱۶ سوالات کئے گئے مگر پنڈت صاحب نے اپنے تمام وقت میں ایک سوال کا بھی معقول جواب نہ دیا۔ پنڈت صاحب بجائے سوالات کے جوابات دینے کے ادہر ادہر کے ہفوات ایک کتاب مسمیٰ بہ ہفوات سے پڑھتے رہے۔ اور پبلک خوب اچھی طرح جان گئی کہ پنڈت سوالات کے جوابات دینے سے بالکل عاجز ہیں۔ سامعین کی تعداد قریباً اڑھائی تین ہزار کے قریب تھی۔ مقام بحث کے تنگ ہونے اور لوگوں کے کثرت اژدہام کی وجہ سے مجبوراً مکان کا دروازہ بند کرنا پڑا۔ لیکن پبلک کے شوق اور جوش نے دروازہ کھلوانے پر مجبور کیا۔ مباحثہ ۸ بجے شام سے شروع ہو کر ۱۲ بجے ختم ہوا۔ خاکسار محمد ابراہیم۔ بی۔ ایس۔ سی۔ از آگرہ

ایک جدید نظارت

مذہبی کانفرنس لندن کے متعلق تمام امور کا انتظام کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے عارضی

ہیں۔ وہاں مسلمانوں کو ہر طرف اپنے مفاد کی حفاظت سے بے اعتنائی ہے۔ جو لوگ مبلغین احمدیت کو تنگ خیال اور فرقہ بندی والے خیال کرتے ہیں۔ ان کو معلوم ہو۔ کہ خادمان حضرت خلیفہ برحق سیدنا میرزا بشیر الدین محمود احمدؐ ہر موقعہ پر حفاظت و حمایت دین محمدؐ کا حق ادا کرتے ہیں

پین اسلامزم کا ثبوت

"سنٹرل ایشین سوسائٹی" میں جو اعلیٰ بری و بحری پنشن یافتہ افسروں کی ایک مجلس ہے۔ ایک فرانسیسی پادری کا لیکچر تھا۔ یہ پادری دوران جنگ میں فرانسیسی فوج میں شامل ہو کر ایران اور کوہ قاف میں جنگ میں شامل ہوا۔ اس نے "جادو کے لیمپ کی مدد سے اپنا لیکچر دیا اور اسلامی ممالک کا نقشہ اور اسلامی آبادی دکھا کر یہ بتایا۔ کہ اگر جنرل ڈنسٹن ایران میں ترکوں کی پیشقدمی روک کر ان کا ہندوستان کی طرف آنے کا راستہ بند نہ کر دیتے۔ تو پین اسلامزم یا پین تورانزم کے منصوبے غالب آجاتے۔ اور انگلستان و فرانس کے لئے جو مسلمانوں پر حکمران ہیں۔ خطرناک دن پیش آتے۔ پریزیڈنٹ نے بھی زیادہ زور اس امر پر دیا۔ کہ فرانس اور انگلستان کو "اسلام کے خطرہ" کا مقابلہ کرنے کے لئے متحدہ کوشش کرنی چاہیئے۔ لیکچرار کے بعد جنرل ڈنسٹن جنرل بائین فریج اور سر چارلس آرتھر ییٹ نے تقریریں کیں۔ عاجز نے اس موقعہ پر حمایت اسلام کو اپنا فرض اول سمجھ کر بامداد سر مائیکل اوڈوائر اور جنرل ایجرٹن میر مجلس سے مختصر سی تقریر کرنے کی اجازت مانگی۔ حاضرین سے تمام کمرہ بھرا ہوا تھا۔ اور مختلف یورپین اقوام کے معززین حاضر تھے۔ ممبر پر چڑھ کر عاجز نے پہلے اپنا تعارف کرایا۔ اور پھر پین اسلامزم کے خطرہ کا ثبوت حاضرین کے دلوں سے احمدیت کے کلام سے نکالا۔ میری تقریر کو بہت پسند کیا گیا بہت سے معزز حاضرین نے تقریر کے بعد مصافحہ کیا۔ اور میر مجلس نے اظہار خوشی کیا۔ کہ اسلام میں ایسی امن پسند تحریک ہے۔ جس کا مولوی نیر نے ذکر کیا ہے۔ میں خود محسوس کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان لوگوں کے سامنے جن کے خیالات کا دنیائے اسلام کی دنیوی حالت پر بہت اثر ہے۔ خدا تعالیٰ کے فرستادہ خلیفہ اسلام کی تعلیم پیش کرنے اور محمد عربیؐ کے دین کی حمایت کرنے کا موقعہ دیا۔ فرنچ سفارت خانہ کا قریباً تمام معزز عملہ موجود تھا۔ اور میں نے خصوصیت سے ذکر کیا کہ تعلیم احمدیت کی رو سے ہر ملک کے مسلمانوں کو اپنی حکومت کی اطاعت کرتے ہوئے ان کے ساتھ مل کر ترقی کرنے میں کوشاں ہونا چاہیئے۔

ہندوؤں کے مقدس شہر متھرا میں احمدیوں اور آریوں کے مابین مباحثہ

۲۷ - اپریل ۱۹۲۴ء کو آریہ سماج متھرا نے اپنے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر تبادلہ خیالات کے لئے ایک گھنٹہ وقت دیا۔ مسلمانوں کی طرف سے مولوی جلال الدین صاحب احمدی شمس مولوی فاضل نے صبح ۹ بجے سے ۱۰ بجے تک آریہ مذہب پر اعتراضات کئے۔ آریہ سماجی سوالات سن کر سخت گھبرائے۔ اور بجائے ایک مجیب کے دو مجیب باری باری مولوی صاحب موصوف کے سوالات کے جوابات دینے کی کوشش کرتے رہے لیکن پھر بھی کافی طور پر جواب نہ دے سکے۔ تو انہوں نے ناکامی کی خفت مٹانے کے لئے کہا کہ تبادلہ خیالات کے لئے کوئی اور وقت مقرر کیا جائے۔ آخر ۱۱ مئی ۱۹۲۴ء تاریخ مناظرہ مقرر ہوئی۔ مولوی جلال الدین صاحب وقت مقررہ پر ۱۱۔ مئی ۱۹۲۴ء کو متھرا پہنچ گئے۔ اس مباحثہ کی رپورٹ جو ہمارے مبلغ چودہری محمد ابراہیم صاحب نے بھیجی ہے۔ مندرجہ ذیل ہے:۔

مسلمانوں کی طرف سے مناظر مولوی جلال الدین صاحب شمس احمدی اور پریزیڈنٹ حافظ محمد اسحق صاحب تھے۔ اور آریہ سماج کی طرف سے مناظر پنڈت کالیچرن صاحب اور پریزیڈنٹ مراری لال صاحب مقرر ہوئے۔ مولوی صاحب نے اپنی تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا میں بہت سے مذہب پائے جاتے ہیں۔ اور ہر ایک ایک کتاب پیش کرتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ اگر اس کتاب کی تعلیم پر عمل کیا جائے۔ تو انسان نجات پا سکتا ہے اور اس کا خدا یا پرمیشور سے تعلق اور سمبندھ ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ اس وقت میں مناظر آریہ سماج سے دریافت کرتا ہوں کہ وید کے عاملین میں وہ کونسی خصوصیت ہے۔ جس سے معلوم ہو کہ ان کا تعلق تو خدا سے پیدا ہو گیا ہے۔ اور دوسروں کا نہیں۔ اگر کوئی خاص خصوصیت نہیں۔ تو لوگ اپنے مذہب کو چھوڑ کر کیوں آریہ مذہب کو اختیار کریں پس ایسا کوئی شخص پیش کرو۔ جس کا خدا سے تعلق پیدا ہو گیا ہو۔ اور پھر اس تعلق کا ثبوت بھی دو۔ یہ سوال کیا تھا۔ ایک ایسا سخت مطالبہ تھا۔ جس کا جواب نہ ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی ہو سکیگا۔ کبھی تو پنڈت صاحب کہتے۔ وید میں توحید کی تعلیم دی گئی ہے مولوی صاحب کہتے کہ میرا یہ سوال نہیں۔ پھر نمونہ کے طور پر سوامی دیانند کو پیش کیا۔ مولوی صاحب نے سوامی دیانند کا بھنگ وغیرہ پینا۔ اور منوسمرتی وغیرہ کے رو سے اگلی سزا اور کیڑے مکوڑے کی جون میں جانا اور جاہل وغیرہ ہونا ثابت کیا۔ جس سے آریہ سماج کو اور بھی ذلت ہوئی ۴ گھنٹہ مباحثہ تھا۔ اس ضمن میں ۱۲ سوالات کئے گئے مگر پنڈت صاحب نے اپنے تمام وقت میں ایک سوال کا بھی معقول جواب نہ دیا۔ پنڈت صاحب بجائے سوالات کے جوابات دینے کے ادہر ادہر کے ہفوات ایک کتاب مسمی بہ ہفوات سے پڑھتے رہے۔ اور پبلک خوب اچھی طرح جان گئی کہ پنڈت سوالات کے جوابات دینے سے بالکل عاجز ہیں سامعین کی تعداد قریباً اڑھائی تین ہزار کے قریب تھی۔ مقام بحث کے تنگ ہونے اور لوگوں کے کثرت اژدہام کی وجہ سے مجبوراً مکان کا دروازہ بند کرنا پڑا۔ لیکن پبلک کے شوق اور جوش نے دروازہ کھلوانے پر مجبور کیا۔ مباحثہ ۸ بجے شام سے شروع ہو کر ۱۲ بجے ختم ہوا۔ خاکسار محمد ابراہیم۔ بی۔ ایس۔ سی۔ از آگرہ

ایک جدید نظارت کا

مذہبی کانفرنس لنڈن کے متعلق تمام امور کا انتظام کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے نظا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان ۔ ۱۰ جون ۱۹۲۴ء

میخواہد نگارِ من تہیدستانِ عشرت را

الحکم کا خاص نمبر ایک شان سے نکلا ہے اسمیں مکرمی پیر سراج الحق صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ:۔

"آپ نے تہ بند باندھا گرمیوں کے دن تھے فرش مسجد پر لیٹ گئے۔ ہاتھ پیر پھیلا دیئے اور فرمایا۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں بغیر چارپائی کے نیند نہیں آتی۔ اور کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ ہمیں تو خوب خدا کے فضل سے زمین پر نیند آتی ہے اور ہاضمہ میں بھی کوئی فتور نہیں ہوتا۔ ......

... میرے والد صاحب شاہ حبیب الرحمٰن جو حضور کے دعوے سے پہلے گذر گئے۔ انہوں نے بھی یہ عادت ڈالدی ... کہ اکثر زمین پر سلاتے اور سردیوں میں حالانکہ سب کچھ تھا۔ گرم کپڑے پہنا کر دیتے۔ اگر کوئی کہتا۔ تو فرماتے۔ کہ فقیری اور آرام طلبی جمع نہیں ہو سکتیں۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کو سنکر خوش ہوگئے۔ فرمایا تمہارے والد صاحب کا ایسا کرنا اب کام آگیا۔ اور ایسا ہی چاہیئے اور احباب کو یہی کرنا چاہیئے کہ آرام طلبی نہ ہو فرمایا۔ ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہمارے دوست احباب ایسے بن جائیں۔"

یہ کلمات طیبات ہماری جماعت کے افراد کے لئے دلیل راہ ہیں۔ تعیش اور آرام طلبی کی زندگی ایک تبلیغی جماعت کی شان کے شایاں نہیں۔ بلکہ اس کے مستقبل کے لئے زہر قاتل ہے۔ پچھلے دنوں حضرت خلیفۃ المسیح نے کئی خطبے اس مضمون پر پڑھے کہ عادت اور مشق نہ ہونے کی وجہ سے کئی لوگ دین کی خدمت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ ان میں اخلاص و ایمان کی کمی نہیں ہوتی۔ اور یہ بالکل درست حضور نے فرمایا ایسا ہی روزوں کی حکمت عملی بیان فرماتے ہوئے بتایا کہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ایک سچا مسلم تعیش اور آرام طلبی کی زندگی اختیار نہ کرے۔ اسے حلال اور طیب اشیاء سے حکم الٰہی کے ماتحت پرہیز سکھایا جاتا ہے تا وہ مہیات سے بچ سکے۔ اور ضرورت کے وقت صبر و سکون سے کام لے سکے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اکثر اوقات سواری نہیں ملتی۔ اور ایک مبلغ کو ایک مقام پر پہنچنا ضروری ہوتا ہے۔ اب جسے چلنے کی عادت نہ ہو وہ رہ جائیگا اور بعض اوقات ایسی صورتوں میں سلسلہ کے کام کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔ پس احباب کو چاہیئے کہ وہ جفاکشی کی عادت ڈالیں۔ اور کھانے پینے پہننے سونے چلنے پھرنے کے متعلق وہ طریق اختیار کریں جو ہر حالت میں نبھ سکے۔ بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوتی ہے۔ کہ چلو جب تک سامان میسر ہیں۔ اور کچھ ملتا ہے اسوقت تک تو عیش کرو۔ پھر جب تنگ دستی ہوگئی یا حالات مساعد نہ رہے۔ تو دیکھا جائے گا۔ مگر یہ سخت ناعاقبت اندیشی کا خیال ہے۔ عادت جو بھی ہو جائے اسکے خلاف کرنا دشوار ہوتا ہے۔ میں اپنی طرف دیکھتا ہوں۔ کچھ تو میری تربیت ایسے طور پر ہوئی جسمیں بار مصیبت سہنے کی ہمت نہ رہی۔ اور زیادہ دس سال کی متواتر بیماری نے ہڈیوں کو فرسودہ اور اعصاب کو ایسا کمزور کر دیا۔ کہ میں باہر ہائی سکول تک بھی یکدم جا نہیں سکتا۔ اور اسی وقت واپس آنا کالے دارد۔ پھر سیدھا بیٹھنا دشوار۔ اس کا نتیجہ کیا ہے۔ بہت سی دینی خدمات سے محرومی ہے۔ جو لوگ ملکاذ میں ہوآئے ہیں یا دوسری خدمات پر باہر بھیجے جاتے ہیں۔ وہ خوب سمجھتے ہیں۔ کہ جسم کی توانائی اور تقویت بھی دینی خدمات کی امداد کے لئے سخت ضروری ہے۔ اور پھر کھانے پینے سونے میں سادگی از بس لابدی۔ ہمارے دوستوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ان کا اور انکی اولاد کا نصب العین اور مقصد زندگی تبلیغ اسلام ہے۔ اس کے لئے آرام طلبی ہمارے حصہ میں نہیں۔ ہم تو بنیاد کی اینٹیں ہیں۔ خدا تعالیٰ کے وعدے ضرور پورے ہونیوالے ہیں۔ بے شک بڑی بڑی عمارتیں ہونگی۔ شان و شوکت جاہ و حشمت۔ ظاہری عیش و عشرت کی کچھ کمی نہ ہوگی۔ مگر ہر قصر کے لئے ایک بنیاد کی ضرورت ہے۔ اور مبارک وہ ہے جو بنیاد کی اینٹیں بنیں۔ بظاہر وہ مٹی میں مل گئے۔ لیکن دراصل تمام دار و مدار انہی پر ہے۔

پیارے دوستو! اگر آپ ایسے حالات میں ہیں یا ایسی عمر کو پہنچ چکے ہیں کہ اپنی عادت میں تبدیلی دشوار یا ناممکن ہے۔ تو کم از کم اپنی اولاد کی تربیت تو ایسے طور پر کیجئے۔ کہ وہ دین کے لئے اپنے آپ کو ہر مصیبت میں ڈالنے اور ہر جان جوکھوں کا کام بجا لانے کے لئے تیار و آمادہ ہو۔ جو مائیں اپنے بچوں کو بچپن ہی سے نرم بستر اور تکیئے کا عادی بنا دیتی ہیں۔ بیماری سے تنگ شیرہ بادام اور برف آب کے سوا کچھ پینے ہی نہیں دیتیں۔ وہ ان کے ساتھ پیار نہیں بلکہ سخت دشمنی کرتی ہیں۔ اس قسم کی عادتیں ہرگز نہیں ڈالنی چاہیئیں۔ ایک دفعہ حضرت مولانا نور الدین خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے میں نے پوچھا کہ اسلام میں ریشم کیوں حرام ہے۔ اگر زیادہ خرچ کی وجہ سے ہے۔ تو ریشم کا کپڑا دو روپے گز بھی مل سکتا ہے۔ دیگر بعض کپڑے پندرہ پندرہ روپے گز بکتے ہیں۔ ان کا پہننا کیوں جائز ہے۔ میری طرف مسکراتے ہوئے تعجب آمیز نظر سے دیکھا اور فرمایا تمہیں بتائیں گے۔ اس روز بھی بہت دیر بیٹھا۔ پھر دوسرے روز۔ آخر تیسرے روز فرمایا کہ اسلام کو خشن پسند ہے۔ دیکھو صحابہ خشن پوش تھے۔ ان کے کارنامے کیسے حیرت انگیز ہیں۔ ریشم پہننے والی جو صنف ہے جن قوموں میں خالص ریشم کا رواج ہے۔ انہیں وہ آرام طلب عیاش اور بزدل ہیں۔ دوسروں کی محکوم ہیں۔ اس لئے اس سے منع فرمایا۔

الغرض اسلام کو سادگی۔ جفاکشی۔ خشن پوشی مطلوب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا ا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان - ۱۰ر جون ۲۴ء

میخواہد نگارِ من تہیدستانِ عشرت را

الحکم کا خاص نمبر ایک شان سے نکلا ہے اس میں مکی پیر سراج الحق صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ:۔

"آپ نے تہ بند باندھا۔ گرمیوں کے دن تھے فرش مسجد پر لیٹ گئے۔ ہاتھ پیر پھیلا دئے اور فرمایا۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں بغیر چارپائی کے نیند نہیں آتی۔ اور کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ ہمیں تو خوب خدا کے فضل سے زمین پر نیند آتی ہے اور ہاضمہ میں بھی کوئی فتور نہیں ہوتا۔ ......

...میرے والد صاحب شاہ حبیب الرحمٰن جو حضور کے دعوے سے پہلے گذر گئے۔ انہوں نے مجھے بھی یہ عادت ڈالدی ۔ کہ اکثر زمین پر سلاتے اور سردیوں میں حالانکہ سب کچھ تھا۔ گرم کپڑے نہ بنا کر دیتے ۔ اگر کوئی کہتا۔ تو فرماتے۔ کہ فقیری اور آرام طلبی جمع نہیں ہو سکتیں۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کو سنکر خوش ہو گئے۔ فرمایا تمہارے والد صاحب کا ایسا کرنا اب کام آگیا۔ اور ایسا ہی چاہیئے اور احباب کو یہی کرنا چاہیئے کہ آرام طلبی چھوڑ دیں۔ فرمایا۔ ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہمارے دوست احباب ایسے بن جائیں۔"

یہ کلمات طیبات ہماری جماعت کے افراد کے لئے دلیل راہ ہیں۔ تعیش اور آرام طلبی کی زندگی [illegible] تبلیغی جماعت کی شان کے شایان نہیں۔ بلکہ [illegible] ترقی کے لئے زہر قاتل ہے۔ پچھلے دنوں [illegible] ایک [illegible] نے کبھی خطبے اس مضمون پر پڑھے کہ عادت اور مشق نہ ہونے کی وجہ سے کئی لوگ دین کی خدمت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ ان میں اخلاص و ایمان کی کمی نہیں ہوتی۔ اور یہ بالکل درست حضور نے فرمایا ایسا ہی روزوں کی حکمت عملی بیان فرماتے ہوئے بتایا کہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ایک سچا مسلم تعیش اور آرام طلبی کی زندگی اختیار نہ کرے۔ اسے حلال اور طیب اشیاء سے حکم الٰہی کے ماتحت پرہیز سکھایا جاتا ہے تا وہ منہیات سے بچ سکے۔ اور ضرورت کے وقت صبر و سکون سے کام لے سکے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اکثر اوقات سواری نہیں ملتی۔ اور ایک مبلغ کو ایک مقام پر پہنچنا ضروری ہوتا ہے۔ اب جسے چلنے کی عادت نہ ہو وہ رہ جائیگا اور بعض اوقات ایسی صورتوں میں سلسلہ کے کام کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔ پس احباب کو چاہیئے کہ وہ جفاکشی کی عادت ڈالیں۔ اور کھانے پینے۔ سونے چلنے پھرنے کے متعلق وہ طریق اختیار کریں جو ہر حالت میں نبھ سکے۔ بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوتی ہے۔ کہ چلو جب تک سامان میسر ہیں۔ اور کچھ ملتا ہے اسوقت تک تو عیش کرو۔ پھر جب تنگ دستی ہو گئی یا حالات مساعد نہ رہے ۔ تو دیکھا جائے گا۔ مگر یہ سخت ناعاقبت اندیشی کا خیال ہے۔ عادت جو بھی ہو جائے اسکے خلاف کرنا دشوار ہوتا ہے۔ میں اپنی طرف دیکھتا ہوں۔ کچھ تو میری تربیت ایسے طور پر ہوئی جسمیں زیادہ مصیبت سہنے کی ہمت نہ رہی اور زیادہ دس سال کی متواتر بیماری نے ہڈیوں کو فرسودہ اور اعصاب کو ایسا کمزور کر دیا۔ کہ میں باہر ہائی سکول تک بھی یکدم جا نہیں سکتا۔ اور اسی وقت واپس آنا کارے دارد۔ پھر سیدھا بیٹھنا دشوار۔ اس کا نتیجہ کیا ہے۔ بہت سی دینی خدمات سے محرومی ہے۔ جو لوگ ملکانہ میں ہو آئے ہیں یا دوسری خدمات پر باہر بھیجے جاتے ہیں۔ وہ خوب سمجھتے ہیں۔ کہ جسم کی توانائی اور تقویت بھی دینی خدمات کی امداد کے لئے سخت ضروری ہے۔ اور پھر کھانے پینے سونے میں سادگی از بس لابدی۔ ہمارے دوستوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ان کا اور انکی اولاد کا نصب العین اور مقصد زندگی تبلیغ اسلام ہے۔ اس کے لئے آرام طلبی ہمارے حصہ میں نہیں، ہم تو بنیاد کی اینٹیں ہیں۔ خدا تعالیٰ کے وعدے ضرور پورے ہونیوالے ہیں۔ بے شک بڑی بڑی عمارتیں ہونگی۔ شان و شوکت جاہ و حشمت۔ ظاہری عیش و عشرت کی کچھ کمی نہ ہوگی۔ مگر ہر قصر کے لئے ایک بنیاد کی ضرورت ہے۔ اور مبارک وہ ہے جو بنیاد کی اینٹیں جنہیں بظاہر وہ مٹی میں مل گئے۔ لیکن دراصل تمام دار و مدار انہی پر ہے۔

میرے دوستو! اگر آپ ایسے حالات میں میری ماؤ ایسی عمر کو پہنچ چکے ہیں کہ اپنی عادلت میں تبدیلی دشوار یا ناممکن ہے۔ تو کم از کم اپنی اولاد کی تربیت تو ایسے طور پر کیجئے۔ کہ وہ دین کے لئے اپنے آپ کو ہر مصیبت میں ڈالنے اور ہر جان جوکھوں کا کام بجالانے کے لئے تیار و آمادہ ہو۔ جو مائیں اپنے بچوں کو بچپن ہی سے نرم بستر اور تکیئے کا عادی بنا دیتی ہیں۔ پیاس کے لئے شیرہ بادام اور برف آب کے سوا کچھ پینے ہی نہیں دیتیں۔ وہ ان کے ساتھ پیار نہیں۔ بلکہ سخت دشمنی کرتی ہیں۔ اس قسم کی عادتیں ہرگز نہیں ڈالنی چاہئیں۔ ایک دفعہ حضرت مولانا نور الدین خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے میں نے پوچھا کہ اسلام میں ریشم کیوں حرام ہے۔ اگر زیادہ خرچ کی وجہ سے ہے۔ تو ریشم کا کپڑا دو روپے گز بھی مل سکتا ہے۔ [illegible] بعض کپڑے پندرہ پندرہ روپے گز بکتے ہیں۔ ان کا پہننا کیوں جائز ہے۔ میری طرف مسکراتے ہوئے عجب محبت آمیز نظر سے دیکھا اور فرمایا نہیں بتائینگے۔ اس روز بھی بہت دیر بیٹھا رہا۔ پھر دوسرے روز۔ آخر تیسرے روز فرمایا کہ اسلام کو خشن پسند ہے۔ دیکھو صحابہ خشن پوش تھے۔ ان کے کارنامے کیسے حیرت انگیز ہیں۔ ریشم پہننے والی جو سنت ہے اور جن قوموں میں خالص ریشم کا رواج ہے۔ انہیں دیکھو وہ آرام طلب عیاش اور بزدل ہیں۔ دوسروں کے محکوم ہیں۔ اس لئے اس سے منع فرمایا۔

الغرض اسلام کو سادگی۔ جفاکشی۔ خشن پوشی مطلوب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زندگی کا [illegible]

ہمارے سامنے ہے۔ آپ کی اور صحابہ کرام کی زندگی ہمیں بتاتی ہے۔ کہ ہندوستان عشرت کون لوگ ہوتے ہیں۔ اپنی کام اپنے ہاتھ سے کر لینا کوئی ہتک کی بات نہیں بلکہ حقیقی عزت ہے۔ ہمارے چودہری فتح محمد صاحب ہی ہیں۔ جنہیں ان کے مکان پر ان کو بعض اوقات دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا سا لٹھ اپنی گائے چرا رہے ہوتے ہیں یہی سادگی اور جفاکشی کی عادت ہے۔ جو ان کے کام آئی اور وہ نظارت تبلیغ کے افسر اعلیٰ مقرر ہو گئے۔ اور کامیابی کے ساتھ یہ خدمت بجالائے۔ مولانا شیر علی صاحب بھی بھینسیں بھی رکھتے ہیں۔ اوروں بھی بہت کاروبار ہے یہ عادت بہت اچھی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح جماعت کے لئے بہت چاہتے ہیں کہ باقاعدہ ورزش کی عادت ڈالیں۔ فرماتے مجھے غلطی سے ایسی باتوں کو تقدیس کے خلاف سمجھ لیا گیا ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا تو ذکر کر دیتے ہیں کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ لشکر کے سامنے دوڑے۔ لیکن اگر ہمیں ہی کہیں اپنے طور پر دوڑتا یا کسی معمولی کھیل میں دیکھ لیں۔ تو بعض لوگ شاید کہنے لگ جائیں۔ یہ کیسا خلیفہ ہے۔ جو فٹ بال کھیلتا ہے۔ پیروں کے متعلق یہ نقشہ کہ ان کے ہاتھ پاؤں ٹوٹے ہوتے ہیں۔ بہت ہی غلطی میں ڈالنے والا اور گمراہ کن ہے۔

امام کو سب نے دیکھا ہے۔ چھ چھ گھنٹے کھڑے لیکچر دئے جاتے ہیں۔ یہ خدا کا فضل ہے۔ اور عادت ومشق وجفاکشی کا نتیجہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ابتدا میں کئی دوستوں کو یکہ پر چڑھا دیا ہے۔ اور خود بعد میں پیدل بٹالہ پہنچ گئے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اپنے بچوں کی تربیت ایسے رنگ میں کرنی چاہیئے کہ ان میں آرام طلبی اور تعیش کی زندگی کی عادت ہرگز نہ پڑے۔ اور وہ رُوحانی وجسمانی دونو ترقیوں سے مستفید ہوں تاکہ دینی خدمات کے لئے ہر پہلو سے کارآمد ثابت ہوں۔ خصوصاً احباب قادیان جو وہ مرکز میں ہیں

(الحکم قادیان)

معاصر نُور کے استحکام کی ضرورت

معزز اور قابل قدر معاصر "نور" نے اپنے ۴ ارمئی کے پرچہ میں "نور کا آخری پرچہ" کے عنوان سے ایک اعلان کیا تھا۔ جسے پڑھ کر ہمیں بہت ہی رنج اور افسوس ہوا تھا۔ اور ہم عنقریب اسکی طرف جماعت احمدیہ کو خاص طور پر توجہ دلانا چاہتے تھے۔ کہ جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور نے یہ خوشخبری سنائی۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اخبار نور کو باقاعدہ جاری رکھنے کا حکم دیا ہے اور دفتر دعوت وتبلیغ کو سو پرچہ خریدنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو اخبارات سلسلہ کی زندگی اور بہبودی کا جس قدر خیال ہے اس سے قطعاً بعید تھا۔ کہ آپ کے عہد سعادت مہد میں نور جیسا اخبار بند ہو جاتا۔ اور حضور ہی کی نظر کرم کا نتیجہ ہے کہ اخبار نور کا ایک پرچہ بھی التوا میں نہ پڑا۔ لیکن نور کی مستقل زندگی کے لئے ایک سو خریداروں کی امداد کافی نہیں ہے۔ بلکہ کم از کم دوسو اور خریدار مہیا ہونے ضروری ہیں۔ اور ان کا مہیا کرنا بیرونی انجمنوں اور احمدی احباب کا فرض ہے۔ جناب ایڈیٹر صاحب نور کو اگر اخبار کے اخراجات کے تفکرات اور تردّدات سے اطمینان حاصل ہو جائے۔ تو وہ نہایت مُفید اور زبردست تبلیغی مضامین شائع کر سکتے ہیں۔ اور ایک خاص حلقہ میں انکی تبلیغی مساعی نتیجہ خیز ثابت ہو رہی ہیں۔ ہماری جماعت کو اخبارات کی جس قدر ضرورت ہے، وہ محتاج بیان نہیں۔ جو بھی نیا اخبار یا رسالہ نکلتا ہے۔ خواہ وہ کسی مذہب اور کسی فرقہ کا ہو۔ اس کا پہلا وار جماعت احمدیہ پر ہوتا ہے۔ اور تو اور آج کل ہندو اور مسلمانوں کے جو جھگڑے اخبار ایک دوسرے کے مقابلہ میں گالیوں اور بدزبانیوں کی مشق کرنے کے لئے نکل رہے ہیں اور جو ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر فحش کلامی اور گندہ دہنی کی نمائش کر رہے ہیں۔ وہ بھی خواہ مخواہ ہم پر غلاظت کے چھینٹے پھینکتے رہتے ہیں۔

ان حالات سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ جب ہمارے دشمن اس زور شور سے ہم پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ تو ان کی مدافعت کے لئے ہمیں کس قدر سامان کی ضرورت ہے۔ پھر ہمارا کام مدافعت ہی نہیں۔ بلکہ اصل کام دنیا کو حق وصداقت کی طرف لانا اور صراط مستقیم دکھانا ہے اور قلم کے ذریعہ لوگوں کے قلوب فتح کر کے اسلام کے حلقہ بگوش بنانا ہے۔ پس ہمیں اخبارات کی اشد ترین ضرورت ہے۔ اور انہیں بہتر سے بہتر حالت میں رکھنا ہماری جماعت کا فرض ہے۔ اگر ہماری جماعت اسوقت سلسلہ کے اخبارات میں مزید اضافہ کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ تو کم از کم یہ تو ہونا چاہیئے۔ کہ جاری شدہ اخبارات کو قائم اور مستحکم کرنے میں پوری سعی اور کوشش سے کام لے۔ نہ کہ ان میں کمی واقع ہونے دے۔

پس ہم بڑے زور کے ساتھ جماعت احمدیہ کو سلسلہ کے اخبارات الحکم۔ فاروق اور ریویو کی طرف اور خاص کر اخبار نور کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ کہ ان کی خریداری بڑھائی جاوے۔ اور جلد سے جلد اخبار نور کے دوسو خریدار پیدا کر دے۔

اُمید ہے۔ کہ ہماری یہ آواز ایسے کانوں میں نہیں پہنچیگی جو اسے دل تک نہ پہنچا سکینگے۔ بلکہ سلسلہ کے مخلص احباب تک پہنچیگی۔ جو عملی طور سے اسپر لبیک کہیں گے۔

اہل حرم کی عبرتناک حالت

آج دنیا میں مسلمان کہلانیوالوں کی جو حالت ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ دردناک پیشگوئی حرف بحرف پوری ہو رہی ہے۔ جسمیں حضور نے فرمایا تھا کہ ایک وقت میری اُمّت پر ایسا آئیگا کہ مسلمان یہودیوں کی طرح ہو جائینگے۔ اب انکی بعینہ یہی حالت ہے۔ قرآن کریم پڑھتے ہیں۔ لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترتا۔ اپنے آپ کو عُلماء کہتے ہیں لیکن جہلاء سے بدتر ہیں۔ اسلام کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اور اسلام کے نورانی چہرہ پر اپنے گناہوں اور بدکرداریوں سے بدنما دھبے لگا رہے ہیں۔ انہیں ایک نور دیا گیا تھا۔ اور ایک چمکتی ہوئی ہدایت دی گئی۔ لیکن انہوں نے

ہمارے سامنے ہے۔ آپ کی اور صحابہ کرام کی زندگی ہمیں بتاتی ہے۔ کہ ہندستان عشرت کون لوگ ہوتے ہیں۔ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کر لینا کوئی ہتک کی بات نہیں بلکہ حقیقی عزت ہے۔ ہمارے چودہری فتح محمد صاحب بی اے۔ جیسے ان کے مکان پر ان کو بعض اوقات دیکھا ہوں کہ ایک بڑا سا لٹھ آپ ہی گائے چرا رہے ہوتے ہیں۔ یہی سادگی اور جفاکشی کی عادت ہے۔ جو ان کے کام آئی اور وہ ملکانہ تبلیغ کے افسر اعلیٰ مقرر ہوئے۔ اور کامیابی کے ساتھ یہ خدمت بجا لائے۔ مولانا شیر علی صاحب بھی وہ بھینسیں بھی رکھتے ہیں۔ اور یوں بھی بہت کاروبار ہے یہ عادت بہت اچھی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح جماعت کے لئے بہت چاہتے ہیں کہ باقاعدہ ورزش کی عادت ڈالیں۔ زمانے نے غلطی سے ایسی باتوں کو تقدس کے خلاف سمجھ لیا گیا ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا تو ذکر کر دیتے ہیں کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ شکر یا کے سامنے دوڑے۔ لیکن اگر ہمیں ہی کہیں اپنے طور پر دوڑتا یا کسی معمولی کھیل میں دیکھیں۔ تو بعض لوگ شاید کہنے لگ جائیں۔ یہ کیا خلیفہ ہے۔ جو فٹ بال کھیلتا ہے۔ پیروں کے متعلق یہ نقشہ کہ ان کے ہاتھ پاؤں دھوتے ہوتے ہیں۔ بہت ہی غلطی میں ڈالنے والا اور گمراہ کن ہے۔

امام کو سب نے دیکھا ہے۔ پچھ پچھ گھنٹے کھڑے بیٹھ رہتے جاتے ہیں۔ یہ خدا کا فضل ہے۔ اور عادت مشق و جفاکشی کا نتیجہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ابتدا میں کئی دوستوں کو پکڑ پکڑ کر پڑھایا ہے۔ اور خود بعد میں پیدل بٹالہ پہنچ گئے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے بچوں کی تربیت ایسے رنگ میں کرنی چاہیئے ان میں آرام طلبی اور تعیش کی زندگی کی عادت نہ پڑے۔ اور وہ روحانی و جسمانی دونو ترقیوں سے مستفید ہوں۔ تاکہ دینی خدمات کے لئے ہر پہلو سے کارآمد ثابت ہوں۔ خصوصاً احباب قادیان جو مرکز میں ہیں۔

(الحکم قادیان)

معاصر نور کے استحکام کی ضرورت

معزز اور قابل قدر معاصر نور نے اپنے "اور سکے کے پرچہ میں "نور کا آخری پرچہ" کے عنوان سے ایک اعلان کیا تھا۔ جسے پڑھ کر ہمیں بہت ہی رنج اور افسوس ہوا تھا۔ اور ہم عنقریب اس کی طرف جماعت احمدیہ کو خاص طور پر توجہ دلانا چاہتے تھے۔ کہ جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور نے یہ خوشخبری سنائی۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اخبار نور کو باقاعدہ جاری رکھنے کا حکم دیا ہے اور دفتر دعوت و تبلیغ کو سو پرچہ خریدنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو اخبارات سلسلہ کی زندگی اور بہبودی کا جس قدر خیال ہے اس سے قطعاً بعید تھا۔ کہ آپ کے عہد سعادت مہد میں نور جیسا اخبار بند ہو جاتا۔ اور حضور ہی کی نظر کرم کا نتیجہ ہے کہ اخبار نور کا ایک پرچہ بھی التوا میں نہ پڑا۔ لیکن نور کی مستقل زندگی کے لئے ایک سو خریداروں کی امداد کافی نہیں ہے۔ بلکہ کم از کم دو سو اور خریدار مہیا ہونے ضروری ہیں۔ اور ان کا مہیا کرنا بیرونی انجمنوں اور احمدی اصحاب کا فرض ہے۔ جناب ایڈیٹر صاحب نور کو اگر اخبار کے اخراجات کے تفکرات اور تردّدات سے اطمینان حاصل ہو جائے۔ تو وہ نہایت مفید اور زبردست تبلیغی مضامین شائع کر سکتے ہیں۔ اور ایک خاص حلقہ میں انکی تبلیغی مساعی نتیجہ خیز ثابت ہو رہی ہیں۔ ہماری جماعت کو اخبارات کی جس قدر ضرورت ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ جو بھی نیا اخبار یا رسالہ نکلتا ہے۔ خواہ وہ کسی مذہب اور کسی فرقہ کا ہو۔ اس کا پہلا وار جماعت احمدیہ پر ہوتا ہے۔ اور اب تو آج کل ہندو اور مسلمانوں کے جو جھگڑے اخبار ایک دوسرے کے مقابلہ میں لگے ہوں اور جو زبانیوں کی مشق کرنے کے لئے نکل رہے ہیں اور جو ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر فحش کلامی اور گندہ دہنی کی نمائش کر رہے ہیں۔ وہ بھی خواہ مخواہ ہم پر غلاظت کے چھینٹے پھینکتے رہتے ہیں۔

ان حالات سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ جب ہمارے دشمن اس زور شور سے ہم پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ تو ان کی مدافعت کے لئے ہمیں کس قدر سامان کی ضرورت ہے۔ مگر ہمارا کام مدافعت ہی نہیں۔ بلکہ اصل کام دنیا کو حق و صداقت کی طرف لانا اور صراط مستقیم دکھانا ہے اور قلم کے ذریعہ لوگوں کے قلوب فتح کر کے اسلام کے حلقہ بگوش بنانا ہے۔ پس ہمیں اخبارات کی اشد ترین ضرورت ہے۔ اور انہیں بہتر سے بہتر حالت میں رکھنا ہماری جماعت کا فرض ہے۔ اگر ہماری جماعت اسوقت سلسلہ کے اخبارات میں مزید اضافہ کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ تو کم از کم یہ تو ہونا چاہیئے۔ کہ جاری شدہ اخبارات کو قائم اور مستحکم کرنے میں پوری سعی اور کوشش سے کام لے۔ نہ کہ ان میں کمی واقع ہونے دے۔

پس ہم بڑے زور کے ساتھ جماعت احمدیہ کو سلسلہ کے اخبارات الحکم۔ فاروق اور ریویو کی طرف اور خاص کر اخبار نور کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ کہ ان کی خریداری بڑھائی جائے۔ اور جلد سے جلد اخبار نور کے لئے دو سو خریدار پیدا کر دے۔

امید ہے۔ کہ ہماری یہ آواز ایسے کانوں میں نہیں پڑیگی جو اسے دل تک نہ پہنچائیںگے۔ بلکہ سلسلہ کے مخلص احباب تک پہنچیگی۔ جو عملی طور سے اس پر لبیک کہیں گے۔

اہل حرم کی عبرتناک حالت

آج دنیا میں مسلمان کہلانیوالوں کی جو حالت ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ دردناک پیشگوئی حرف بحرف پوری ہو رہی ہے۔ جس میں حضور نے فرمایا تھا کہ ایک وقت میری اُمت پر ایسا آئیگا کہ مسلمان یہود یوں کی طرح ہو جائیںگے۔ اب انکی بعینہ یہی حالت ہے۔ قرآن کریم پڑھتے ہیں۔ لیکن قرآن ان کے حلقوم سے نیچے نہیں اُترتا۔ اپنے آپ کو علماء کہتے ہیں لیکن جہلاء سے بدتر ہیں۔ اسلام کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اور اسلام کے نورانی چہرہ پر اپنے گناہوں اور بدکرداریوں سے بدنما [illegible] لگا رہے ہیں۔ انہیں ایک نور دیا گیا تھا۔ اور [illegible] چمکتی ہوئی ہدایت دی گئی۔ لیکن انہوں نے

اسے ضائع کر دیا۔ اور اسکی قدر نہ کی۔ حتیٰ کہ اس مقدس زمین کے لوگوں نے بھی جہاں وہ نور سب سے پہلے چمکا تھا۔ اپنی سیاہ کاریوں سے دنیا کو تیرہ و تار بنانے میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی۔ اور اس ارض مقدسہ کو اپنے افعال شنیعہ سے ناپاک کر دیا۔ کس قدر درد اور رنج کی بات ہے۔ کہ وہ جگہ جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا راہبر کامل مبعوث ہوا۔ اور وہ جگہ جس نے آپ کے وجود باجود کی برکت سے پاکیزگی حاصل کر کے ارض مقدسہ کہلانے کا فخر حاصل کیا۔ آج اسی جگہ ناجائز سے ناجائز حرکات اور حیاسوز افعال کئے جاتے ہیں۔ جن کا کسی قدر پتہ معاصر ہمدم (۲۰ اپریل) کے اس مضمون سے لگ سکتا ہے۔ جو اس نے "اہل حرم عربوں کی اخلاقی حالت" کے عنوان سے اپنے "نامہ نگار مقیم مکہ معظمہ کے قلم سے" شائع کیا ہے۔ اس میں یہ لکھا ہے۔

"اگر آسمان سے روزانہ چالیس ہزار فرشتے طواف کعبہ کے واسطے سرزمین حرم محترم پر اُترتے ہیں۔ تو اسی کے ساتھ دنیا بھر کی بداخلاقی بدمعاشگی بے حیائی کا نچوڑ اور عطر بھی اسی پاک سرزمین پر موجود ہے"

تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ مولوی ظفر الملک صاحب ایڈیٹر رسالہ الناظر لکھنؤ نے اہل مکہ کے کچھ چشم دید حالات اخبارات میں شائع کرائے تھے۔ جن کی وجہ سے مولوی صاحب موصوف کے خلاف بہت شور و شر برپا کیا گیا۔ اور انہیں بُرا بھلا کہا گیا۔ ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نامہ نگار مذکور لکھتا ہے:

"مولوی ظفر الملک صاحب اگر کسی غلطی کے مرتکب ہوئے اور ضرور ہوئے تو وہ صرف یہ کہ انہوں نے جو کچھ سنا۔ اس کو غلط انداز کر دیا ورنہ ظفر الملک صاحب بھی اپنے چند روزہ قیام اور محدود ذرائع معلومات سے پورے حالات و یہاں کی خانگی و اندرونی تاریک زندگی کی پوری کیفیت سے اسی طرح بے خبر ہیں۔ جس طرح عموماً خوش خیال اور نیک گمان حضرات رہا کرتے ہیں"

پھر لکھا ہے:-

"جن مسلمانوں کو مصر کی سیاحت یا وہاں قیام کا اتفاق ہوا ہے وہ مصری عورتوں کی اخلاقی حالت و عادات کا کافی تجربہ اور مشاہدہ کر چکے ہیں اور وہی بداخلاقی کے آج یہ کرشمے ہیں کہ زمین حرم بھی آج ان حیاسوز مناظر سے ملوث و ناپاک ہے۔۔۔ حرم محترم میں خاص مستورات کے بیٹھنے اور نماز پڑھنے کے واسطے جو جالی دار کٹہرہ تعمیر مسجد حرم کے وقت سے بنا ہوا تھا۔ اور اسی وسیع کٹہرے میں مستورات مابین المغرب والعشاء بیٹھ کر عبادت کیا کرتی تھیں اور نامحرم مردوں کی نگاہ سے بچی رہتی تھیں اور نماز باجماعت سے محروم نہ رہتی تھیں۔ اس کٹہرہ کے اندر کیا حیاسوز واقعات اور ناگفتہ بہ باتیں ہیبت اور دیندار مسلمانوں نے خاص مسجد حرم میں دیکھی تھیں۔ اور حکام نے آخر کیوں اس جالیدار پرفضا کٹہرہ کو صحن حرم سے اُٹھا دیا"

جب ارض حرم کے مسلمانوں کی حالت اس قدر ناگفتہ بہ ہے۔ تو دیگر ممالک کے مسلمانوں کی کیا حالت ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ آج نہ صرف ارض مقدسہ کے لوگ بلکہ تمام دنیا کے لوگ چاہ ضلالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اس حالت کو دیکھ کر طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا دین اسلام خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے۔ اور کیا ان الدین عند اللہ الاسلام کی آیت نعوذ باللہ جھوٹی ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ مسلمانوں کی ہدایت اور راہ نمائی کے لئے کسی انسان کو مبعوث کرے۔ ورنہ ماننا پڑیگا کہ اسلام سچا مذہب نہیں ہے۔ اور اسکی حفاظت بھی خدا تعالیٰ نے اسی طرح ترک کر دی ہے جس طرح دوسرے جھوٹے مذاہب کی۔ لیکن چونکہ صرف اسلام ہی زندہ اور حق مذہب ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو مبعوث فرمایا ہے۔ جو لوگ آپ کی صداقت کے قائل نہیں۔ اور آپ سے کٹے بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہیں یا تو کوئی خدا کا برگزیدہ انسان پیش کرنا چاہیئے۔ جو حفاظت اور اشاعت اسلام کے لئے مبعوث ہوا ہو۔ یا پھر اسلام سے بھی ہاتھ دھونے پڑینگے۔

مولوی ثناء اللہ کی فتنہ انگیزیاں

مولوی ثناء اللہ حضرت مسیح موعود کے خلاف اعتراض کرتے ہوئے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پنجابی کا یہ شعر پڑھا کرتے ہیں ؎

عرشوں آیاں چار کتاباں پنجواں آیا ڈنڈا
ڈنڈے باہجوں سیدھا نا ہیں بے دینی دا کنڈا

یعنی آسمان سے چار کتابیں۔ کے علاوہ ایک ڈنڈا بھی نازل ہوا ہے۔ کیونکہ ڈنڈے کے بغیر بے دینی دور نہیں ہو سکتی۔ چونکہ مرزا صاحب ڈنڈا لے کر نہیں آئے۔ اس لئے سچے مہدی نہیں ہو سکتے۔ لیکن گذشتہ دنوں نجرا حمولہ تا قادیان میں جو جلسہ ہوا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے لکھا:-

"اس سال کے قادیانی اسلامی جلسہ میں خونی مہدی کا ظہور ہو گیا" (اہلحدیث ۱۱ اپریل ۱۹۲۴ء)

پھر کچھ جھوٹے اور بناوٹی بیانات پیش کر کے لکھا:-

"واقعات مذکورہ کو سامنے رکھ کر کوئی شخص اُمت مرزائیہ سے پوچھے کہ خونی مہدی آ گیا یا ابھی دیر ہے"

جن واقعات کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔ انکی تردید ہم پہلے ہی کر چکے ہیں۔ اور بتا دیا تھا کہ یہ مولوی ثناء اللہ اور اس کے ساتھیوں کی فتنہ انگیزی اور شرارت خیزی تھی۔ رہا یہ کہ خونی مہدی آ گیا ہے یا نہیں۔ اس کا پتہ ہم سے پوچھنا بے ہودگی ہے۔ یہ ان سے پوچھنا چاہیئے۔ جو مذکورہ بالا پنجابی شعر اسی "قادیانی اسلامی جلسہ" میں گذشتہ سالوں میں سناتے رہے ہیں۔ اگر بقول ان کے اس سال "خونی مہدی" کا ظہور ہو گیا ہے۔ تو وہ اپنے مسلمات کے رو سے کیوں اسے قبول نہیں کرتے۔ اب ان کے لئے کیا عذر باقی رہ گیا ہے۔ لیکن بات یہ ہے۔ کہ دروغگو را حافظہ نباشد کے مصداق مولوی ثناء اللہ نے جماعت احمدیہ پر بدامنی کا الزام لگانے کی خاطر حضرت مرزا صاحب کو خونی مہدی قرار دیا۔ حالانکہ جو کچھ ہوا۔ اس کا موجب وہ خود اور اس کے فتنہ انگیز ساتھی تھے۔ جو عوام کو سادہ لوح جماعت احمدیہ کے خلاف مشتعل کر کے بدامنی کے لئے تیار کرتے ہیں۔ اس الزام سے بچنے کے لئے

اگرچہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے آپ کو بڑا امن پسند قرار دیا ہے۔ اور جلسہ میں جو سراسر گندی اور ناپاک تقریریں کی گئیں۔ انہیں متین اور سنجیدہ بتایا۔ لیکن حقیقت یہی تھی۔ کہ شرارت کے بانی وہ خود تھے۔ اور فتنہ انگیزی ان کی عادت میں داخل ہے چنانچہ وار برٹن میں جہاں شیعوں کے ساتھ ۱۸ مئی کو ان کا مباحثہ ہُوا۔ وہاں فساد ہو گیا جسکے متعلق شیعہ اخبار درنجف (یکم جون) لکھتا ہے:-

"ان سنی مسلمانوں نے جنہوں نے ہندوؤں کہار وغیرہ مقامات پر اینٹیں پھینکنے کے وقت آسمان سر پر اٹھا لیا تھا۔ "اٹھو ٹی سبھا یو اٹال مار" کا ورد کرتے رہتے تھے۔ مولوی ثناء اللہ کی اشتعال انگیز تقریر اور وعظ سے مشتعل ہو کر نہتے مظلوم شیعوں پر خشت باری شروع کر دی۔ اس امر کے باور کرنے کی وجوہات موجود ہیں۔ کہ نشانہ بالخصوص عالیجناب مولانا مولوی احمد علی صاحب قبلہ کو بنایا گیا تھا۔ کیونکہ خشت باری سے جس قدر اشخاص زخمی ہوئے وہ سب الطیفہ معززین سے تھے۔ جو مولانا موصوف کے اردگرد کھڑے تھے۔ چنانچہ سب سے پہلے ایک خانصاحب کے سر پر اینٹ لگی۔ بس پھر تو بوچھاڑ ہی شروع ہو گئی۔ میر مہدی حسین صاحب ترمذی کی پیشانی پر اینٹ لگی۔ اور لہو کے فوارے بہنے لگے۔ اور آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ لعنۃ اللہ علے الظالمین"

"چونکہ زخمیوں میں زیادہ حصہ ملازمین کا تھا۔ جن کو چار بجے لاری پر ضرور واپس لاہور آنا تھا۔ لہذا بہزار دقت وانظیر میر مہدی حسین صاحب ترمذی کو تھانہ میں لے گئے۔ اور رپورٹ درج کرائی"

[illegible] لمبی چوڑی روئداد ۲۰ مئی کے اہلحدیث میں بھی شائع ہوئی ہے۔ لیکن اس میں جھگڑے فساد کا ذکر تک نہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بیچارے شیعوں پر بہت زیادتی ہوئی ہے۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کے چیلے اس فتنہ انگیزی پر مطمئن ہو اور اس کے انجام سے لاپروا ہیں۔

ایک مدعی علم و عقل کا یہ فتنہ انگیز طرز عمل جس قدر افسوسناک ہے۔ اس کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کاش مولوی ثناء اللہ ان حرکات سے باز آ جائیں۔ اور معقولیت و تہذیب سے گفتگو کرنا سیکھیں۔

خارج شدہ بابی اور جماعت احمدیہ

جن بدقسمتوں نے شناخت کا چولہ پہن کر اپنے آپ کو احمدیت کا شیدائی ظاہر کیا ہو۔ جنہوں نے مار آستین بنکر دست شفقت کو کاٹا ہو۔ جنہوں نے شجر ثمردار کے تلے آرام پاتے ہوئے اسی کی جڑ کو کاٹا ہو۔ جو غداری جیسے ناپاک فعل کے مرتکب ہوئے ہوں۔ جنہوں نے نفسانیت کی خاطر دھوکہ دہی اور فریب کاری میں کمال پیدا کر لیا ہو ان کا اس حالت میں کہ امام جماعت احمدیہ نے انہیں مردود قرار دے دیا ہے۔ جماعت احمدیہ کو نقصان پہنچانے کے لئے دروغ بیانی اور افترا پردازی سے کام لینا کوئی بڑی بات نہیں۔ اور اسی ذیل میں ان کی حسب ذیل بے ہودہ سرائی بھی جا سکتی ہے۔

"جناب امام جماعت قادیان نے اگرچہ سخت سخت وعیدی احکام جاری کئے ہیں۔ کہ کوئی احمدی صاحب ہم سے ملاقات اور گفتگو نہ کریں۔ لیکن احمدی افراد ملاقات اور مراسلت کے ذریعہ ہمارے خیالات معلوم کر رہے ہیں بعض احمدی حضرات نے تو صاف کہدیا۔ کہ ہم کوئی بھیڑ بکری نہیں۔ جو یونہی قادیان کی آواز پر چلے جائیں"

لیکن چونکہ ممکن ہے۔ کسی احمدی تک ان سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کر لینے کا حکم نہ پہنچا ہو۔ اور اس نے نادانستہ کسی ایسے فعل کا ارتکاب کیا ہو۔ جس کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس لئے ہم پھر جماعت احمدیہ کو آگاہ کر دینا چاہتے ہیں۔ اور جو صاحب یہ تحریر پڑھیں۔ وہ دوسروں کو آگاہ کر دیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالے نے ان تینوں راشدہ زنا۔ محفوظ الحق۔ عبد محمد کو بوجہ ان کی غداری کے یہ سزا دی ہے کہ ان سے کوئی تعلق نہ رکھا جائے۔ اس سزا کو قائم رکھنا جماعت احمدیہ کا ایسا ہی فرض ہے۔ جیسا امام جماعت احمدیہ کے اور احکام کو بجالانا۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ بہائی ازم کے متعلق واقفیت حاصل کرنے سے روکا گیا ہے۔ یا تمام بہائیوں سے مقاطعہ کیا گیا ہے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ فتنہ انگیز اور مفسد لوگوں کو سلسلہ کی حفاظت کی خاطر جو سزا ہم دے سکتے ہیں۔ وہ دیں۔ پس کسی احمدی کے لئے یہ قطعاً جائز نہیں ہے کہ وہ ان تینوں سے ملاقات کرے۔ یا مراسلت بھیجے۔ ہمارے لئے یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ حضرت امام کے ہر ایک حکم کی خواہ وہ چھوٹے سے چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔ پوری احتیاط سے پابندی کریں۔ تا اس بارے میں کسی کو قطعاً حرف گیری کی جرأت نہ ہو۔ مگر اب بھی کسی نے اس حکم کی خلاف ورزی کی۔ تو اس سے باقاعدہ جواب طلب کیا جائیگا۔ اور اسکے اس اعلان سے ناواقفیت کے عذر پر وہاں کی جماعت کے امیر یا دیگر عہدہ داران کو ذمہ دار قرار دیا جائے گا۔ جن کا فرض ہے۔ کہ ہر ایک احمدی کو اس سے آگاہ کر دیں"

ہندو راجکماریاں مغل بادشاہوں کی زوجیت میں

ان الزامات میں سے جو ہندو صاحبان مسلمان بادشاہان ہند پر لگاتے ہیں۔ ایک یہ بھی ہے۔ کہ وہ ہندوؤں کی لڑکیوں کو زبردستی اپنی زوجیت میں لے لیتے تھے۔ ہمیں ضرورت نہیں کہ ہم اس الزام کے متعلق اپنی طرف سے کوئی جواب دیں۔ ایک ہندو ہی کی تحریر سے جو مؤرخ ہند کہلاتے ہیں۔ اس کا جواب پیش کرتے ہیں۔ اخبار ایشیا ریکم مئی کی اشاعت میں زیر عنوان "تواریخ ہند کا نظارہ" لکھا ہے

"کہ مالدیو نے اکبر کی زوجیت میں اپنی لڑکی دیکر دربار اکبری میں خاص اعزاز حاصل کیا۔ . . . اس لڑکی کا نام جودھا بائی تھا۔ پھر آگے چل کر لکھا ہے کہ "ایسے مارواڑ کی اس خاص شان و عظمت کو دیکھتے ہوئے حکمران امبر جے پور نے بھی اپنی لڑکی منسوب کر کے بہت بڑی دولت و ثروت اور دربار کی عزت حاصل کی۔ چنانچہ ایسے واقعات نے بہت لوگوں کو دولت و عزت کے لالچ کی وجہ سے اکبر کے حاشیہ نشینوں میں شامل کر دیا"

کہاں ہیں وہ ہندو اور آریہ جو آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھ کر مسلمان بادشاہوں پر ہندو راجوں کی لڑکیاں زبردستی چھیننے کا

ہمارے حق و صداقت کے محتاج ہیں۔ جبکہ وہ بڑے بڑے متکبر لوگ جو گردنوں کی چربی کی وجہ سے اس صداقت کی طرف توجہ نہیں کر سکتے۔ جو روحانی زندگی کے لئے خدا نے نازل کی ہے۔ اور جن کے پاؤں فخر و خیلا کی وجہ سے زمین پر نہیں پڑتے۔ وہ بھی زیادہ محبت و ہمدردی کے قابل ہیں۔ کیونکہ جس کو وہ راحت خیال کر رہے ہیں۔ وہ ان کے لئے وبال جان ہے۔ میں کہتا ہوں۔ اگر دنیا کی چھوٹی چھوٹی تکلیفیں تمہارے دل میں لوگوں کے لئے رقت پیدا کر دیتی ہیں۔ تو وہ عظیم الشان تکلیف جس میں وہ مبتلا ہیں۔ کیوں تمہارے دل میں رقت پیدا نہیں کرتی یہ بڑا سوچنے کا مقام ہے۔

خدا کے مامور کب آتے ہیں

یاد رکھو۔ کہ خدا کے مامورین نہیں آتے۔ جب تک دنیا ہدایت سے محروم نہیں ہو جاتی۔ وہ اسی وقت بھیجے جاتے ہیں۔ جبکہ دنیا ہدایت کی محتاج ہوتی ہے اگر دنیا میں ہدایت اور راستی موجود ہو۔ تو کوئی سلسلہ قائم کرنے والے انبیاء نہیں آیا کرتے۔ وہ ایسے ہی وقت میں آتے ہیں۔ جب مرض پر مرض بڑھ جاتی ہے۔ تاریکی پر تاریکی چھا جاتی ہے۔ جب دنیا کے فرزند کوڑھی کی طرح ہو جاتے ہیں۔ اس وقت خدا اپنے ماموروں کو بھیجتا ہے۔ کہ جاؤ۔ جا کر ان کے کیڑے نکالو۔ اور ان کوڑھیوں کو اچھا کرو۔ ماموروں کا یہ فرض ان کے بعد ان کی جماعت کے ذمہ عاید ہوتا اور اس کی ادائیگی ان پر واجب ہو جاتی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ہمارے دوست اس امر کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

پندرہ روزہ تبلیغی تحریک

جس سے گذشتہ سالانہ جلسہ پر اور پھر مجلس مشاورت پر اعلان کیا تھا کہ چند ضلع منتخب کر لئے جاویں۔ جہاں تمام احمدیوں سے سال میں پندرہ دن وقف کرا کے ان ضلعوں میں تبلیغ کرائی جاوے۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بیرونی لوگ تو [illegible] ہے۔ ہمارے دفاتر نے بھی اس طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ اور باقاعدہ کوئی کارروائی متعلقہ دفتر سے شروع نہیں کی گئی۔ اگر ایک امر کا فیصلہ [illegible] ہو کر بیٹھ رہیں۔ تو کبھی کامیابی نہیں ہو سکتی ہم جنگ کی حالت میں ہیں۔ اس لئے کسی امر کے متعلق فیصلہ کرنے کے بعد اس پر جلدی عمل کرنا چاہیئے۔ دیکھو اگر انگریز گذشتہ جنگ کے دوران میں ایسے کرتے کہ ایک امر کے متعلق فیصلہ کرتے۔ اور پھر اسکو عمل میں نہ لاتے تو آج لندن میں ان کا پھریرا نہ لہرا رہا ہوتا۔ پھر کاموں کا فیصلہ کر کے خاموشی اختیار کر لینا ذلت کا بھی موجب ہوتا ہے۔ جب پندرہ روزہ لازمی تبلیغ کے لئے تحریک کی گئی اور چند اضلاع کے قائمقاموں نے اسے جاری کرنے کے لئے اپنے آپکو پیش کیا تو اس وقت قادیان کے دوستوں نے بھی کہا تھا کہ ان ضلعوں میں گورداسپور کا بھی ضلع رکھا جائے جن کے کہنے کی وجہ سے گورداسپور کو بھی شامل کیا تھا۔ مگر مجلس شوریٰ کے بعد کوئی باقاعدہ کام شروع نہیں کیا گیا۔ باقاعدہ کیا۔ ابتدائی کارروائی بھی ابھی تک نہیں ہوئی۔

جماعت قادیان توجہ کرے

قاعدہ ہے کہ تمام اعضاء مرکز سے قوت پاتے ہیں۔ دل کی حرکت اگر رک جائے۔ تو کسی عضو میں طاقت باقی نہیں رہیگی۔ اور تمام اعضاء مردہ ہو جائینگے اور جب تک دل میں طاقت ہوگی۔ جوارح بھی طاقتور رہیں گے۔ قادیان مرکز ہے باقی جماعتوں کا۔ باہر کی جماعتیں قادیان کی جماعت سے نمونہ پکڑتی ہیں۔ لیکن قادیان کی جماعت نے اس تحریک میں کوئی ایسا ممتاز حصہ نہیں لیا کہ باہر کی جماعتیں اس کی تقلید کریں۔ بیشک اس تحریک میں قادیان سے جتنے آدمی گئے ہیں۔ وہ دوسری جماعتوں کے لحاظ سے چار پانچ گنے زیادہ ہیں۔ مگر پھر بھی یہ زیادتی کوئی ایسی نہیں۔ جو اعلیٰ نمونہ ہو۔ جب تک قادیان کے ہر فرد کو بیرونی لوگ دینی جوش سے بھرا ہوا نہ دیکھیں۔ تب تک وہ کامل طور پر تبلیغ کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتے۔ اس وجہ سے میں قادیان کے لوگوں کو خاص طور پر کہتا ہوں کہ وہ تبلیغ کے لئے اپنے اوقات خرچ کریں۔ ساری دنیا تو علیحدہ رہی۔ صرف اپنے ضلع کو ہی سنبھالیں۔ کیا یہ افسوس کی بات نہیں کہ ۳۴ سال سے سلسلہ احمدیہ کام کر رہا ہے۔ مگر ایک ضلع کو ہم احمدی نہیں بنا سکے !

کتنی مدت میں ساری دنیا میں تبلیغ ہوگی

اگر ۳۴ سال میں ہم سے پورے ایک ضلع گورداسپور کو احمدی نہ بنایا گیا۔ تو وہ دنیا جس میں ہزار ہا ضلع گورداسپور جیسے اضلاع ہیں۔ اس کے لئے کتنا عرصہ چاہیئے۔ گر اتنا عرصہ ہی رکھا جاوے تو ۳۴ لاکھ برس میں تمام دنیا میں تبلیغ کی جائیگی۔ مگر میں کہتا ہوں اتنی مدت کس امت کو ملی ہے۔ حضرت آدم کی امت کو ایک ہزار سال کی مدت ملی جس میں ان کی قوم کی ترقی بھی ہوئی۔ اور تنزل بھی ہوا۔ جس پر حضرت نوحؑ کی ضرورت پڑی۔ پھر حضرت نوحؑ کی امت کو بھی ایک ہزار سال ملا اسی میں ان کی ترقی ہوئی۔ اور تنزل بھی ہوا۔ پھر آخری خلیفہ انکی امت کے حضرت ابراہیمؑ آئے۔ انکی امت کو بھی اتنا ہی وقت دیا گیا۔ بعض کا اندازہ ہے کہ بارہ سو سال۔ اور بعض کا اندازہ ہے۔ چودہ سو سال دئے گئے اسی میں انکی قوم نے کمال عروج حاصل کیا۔ اور پھر کمال انحطاط بھی ہوا۔ پھر حضرت موسیٰؑ آگئے۔ اور ان کی امت کو دو ہزار سال دئے گئے۔ ان کی امت میں کئی بار ترقی و تنزل کا دور چلا۔ چار بار ترقی ہوئی اور چار ہی بار تنزل ہوا۔ پہلی ترقی حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں ہوئی۔ اور پھر وہ قوم تباہ ہوئی۔ دوسری ترقی حضرت داؤد و حضرت سلیمان علیہما السلام کے وقت میں ہوئی۔ انہوں نے اپنے زمانوں میں بنی اسرائیل کو ترقی دی۔ اور تنزل سے نکالا۔ مگر ان کے بعد بنی اسرائیل ذلیل ہو گئے۔ یہ تنزل تین سو سال کے اندر ہوا۔ پھر جب عزرا نبی کا زمانہ آیا۔ تب حضرت موسیٰؑ کی امت کی ترقی ہوئی۔ پھر وہ تنزل و انحطاط میں پڑ گئے۔ کہ حضرت مسیحؑ کا زمانہ آیا۔ اسوقت انہوں نے چوتھی دفعہ ترقی کی۔ مگر چوتھی دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے سے قبل گر گئے گویا دو ہزار سال کے اندر اندر ان پر چار دور گذرے۔ اور فی دور پانچ سو سال کا ہوا۔ جس میں انہوں نے اپنے مقصد کو حاصل بھی کیا۔ اور پھر کھو بھی دیا۔ گر اس عرصہ کو بھی آدھا آدھا تقسیم کریں۔ تو گویا اڑھائی سو سال میں انہوں نے اپنے مقصد کو پایا۔ اس کے مقابلہ میں ہماری ترقی کی موجودہ رفتار سے اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کا

اندازہ پینتیس ہزار سال گمان کیا جائے کس قدر سادہ لوحی کی بات ہے۔ اسقدر زمانہ ہمیں کس طرح مل سکتا ہے۔ ہم کو بھی اتنا ہی زمانہ ملیگا۔ جو پہلی اُمتوں کو ملا۔ اور وہ اڑھائی سو سال یا تین سو سال ہے۔ رسُول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اُمت کو بھی ترقی کا زمانہ اتنا ہی ملا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم۔ حضرت صاحبؑ نے بھی یہی فرمایا۔ کہ تین سو سال کے اندر ترقی ہوگی۔

پس یاد رکھو۔ جب تک ہم اپنے ہر لمحہ کو تبلیغ کے لئے صرف نہ کرینگے۔ تب تک ہم ترقی کی شاہراہ پر گامزن نہیں ہو سکیں گے۔ تم لوگ جب تک اپنی تمام قوتوں کو دین کے لئے خرچ نہ کرو۔ اپنی ہمتوں کو بلند نہ کرو۔ ہر قسم کی قربانی و ایثار کر کے نہ دکھا دو۔ اس وقت تک دنیا کا فتح ہونی مشکل ہے۔

دُنیا فتح ہوگی۔ اسلام کا غلبہ ہوگا۔ ہر طرف احمدیت ہی احمدیت پھیلیگی۔ میرا اسپر ایمان ہے۔ اور پورا پورا یقین ہے کیونکہ خدا کے نبی نے فرمایا ہے مگر ہمیں اس سے کیا؟ اگر دوسروں کے ذریعہ ایسا ہوا۔ مثل مشہور ہے۔ جان ہے تو جہان ہے اگر خدانخواستہ ہم ناکاموں اور نامرادوں کی صف میں کھڑے کئے جائیں تو دوسروں کی فتوحات ہمیں کیا نفع دے سکتی ہیں۔ پس ضرورت ہے کہ ہم اپنی ساری طاقتیں تبلیغ کے لئے صرف کریں ؂

ہر احمدی مُبلّغ ہے

تبلیغ ایسا کام نہیں جو دوسروں پر چھوڑا جاوے۔ اور نہ یہ ہندوؤں کا اشنان ہے۔ کہ ایک ہندو نے سردی کے مارے دوسرے کے نہانے کو اپنا نہانا سمجھ لیا تھا۔ تم میں سے ہر ایک کو یہ کام خود کرنا ہوگا۔ اور جب تک ہمارا ہر فرد سکندر کا سا حوصلہ و ہمت نہیں رکھتا۔ ہم کو دنیا کی فتح کی اُمید نہیں ہو سکتی۔ آخر سوچو کہ نبیوں کی جماعتوں کو ایسی فتوحات دی گئیں۔ جو دوسرے بڑے سے بڑے بادشاہوں کو بھی نصیب نہ ہوئیں۔ کیا وجہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رض کو سکندر سے بڑھ کر فضیلت حاصل ہے۔ اسی لئے کہ وہ اپنی ہمت اور ارادہ میں سکندر سے بڑھ کر تھے۔ ہر فرد ان صحابہ میں سے یہ سمجھتا تھا کہ ساری دنیا اگر کفر پر ہے تو میں اکیلا ہی اُسے فتح کر لونگا۔ سکندر پھر بھی اپنی فوج پر نظر رکھتا تھا۔ لیکن انبیاء کی فوج کا ہر فرد یہ ہمت رکھتا ہے کہ دوسرے پر بھروسہ نہیں رکھتا۔

صحابہ کی ہمت

رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ہمت دیکھو۔ ایک دفعہ نبی کریمؐ نے مردم شماری کا حکم دیا کہ شمار کرو۔ کتنے مسلمان ہیں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ قریباً سات سو کی تعداد ہے۔ اور پھر خود ہی حیرت ظاہر کی کہ یا رسول اللہ اب تو ہم سات سو ہو گئے ہیں۔ کیا اب بھی دُنیا سے مغلوب ہو جاوینگے۔ اور دنیا ہم کو تباہ کر دیگی۔ اب ہم کو دُنیا کی کوئی طاقت نہیں مٹا سکتی۔ کجا وہ حالت اور کجا یہ کہ ذرا سی قربانی پر بعض لوگ گھبرا جاتے ہیں۔ مَیں نے ابھی تھوڑے دن ہوئے۔ چندہ کا اعلان کیا تھا۔ بعض مخلصین نے تو یہاں تک لکھا کہ یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ میرے چندہ مانگنے سے کوئی یہ نہ کہدے۔ کہ چندہ ہی چندہ ہوتا رہتا ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ وہ کونسا احمدی ہے۔ جس کے متعلق یہ کہا جاوے۔ کہ وہ ایسا کہے گا۔ ہم تو اس انتظار میں رہتے ہیں کہ آپ کوئی خدمتِ دین کا موقعہ بتائیں۔ اور ہم پر آپ کا احسان ہوتا ہے۔ کہ آپ ہمارے لئے مبارک موقع سوچتے رہتے ہیں۔ اور ہمیں بھی ایسے موقعہ پر شریک فرماتے ہیں۔ مگر کئی ایسے بھی تھے کہ جنہوں نے افسوسناک کلمات کہے بعض جگہ سے خطوط آئے کہ بعض نے ایسا کہہ بھی دیا ہے کہ ہر وقت چندہ ہی چندہ کی آواز آتی رہتی ہے۔ بیشک منافقین کی جماعت ہر قوم میں ہوتی ہے ؂

منافقین کی اصلاح کی ضرورت

اور اس کا ہونا ضروری ہے کیونکہ وہ دوسروں کے لئے ہوشیاری کا باعث ہوتی ہے۔ مگر اس سے خوش نہ ہونا چاہیئے۔ منافق ضرور ہوتے ہیں۔ مگر بابرکت نہیں ہوتے بیماریاں ہوتی اور موت آتی ہے۔ مگر کون چاہتا ہے کہ وہ ہمیشہ بیمار رہے یا اسے موت آئے اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ منافقین کا گروہ ہوتا آیا ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ ہم منافقین کی منافقت کو نکالنے کی کوشش نہ کریں۔ اپنے فرائض اور ذمہ داری کو ادا نہ کرنا نفاق ہے۔ پس اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو سمجھو۔ اور ان کے ادا کرنے کی کوشش کرو۔ نفاق کئی قسم کا ہوتا ہے۔ ایک نفاق تو پوشیدہ ہوتا ہے۔ اور ایمان اسپر غالب ہوتا ہے۔ لیکن دوسرا نفاق یہ ہوتا ہے کہ ایمان پوشیدہ ہوتا ہے اور نفاق غالب ہوتا ہے۔ تمہیں ایسا خیال نہ کرنا چاہیئے کہ ہمارا ایمان غالب ہے تو اس نفاق کا علاج نہ کرو۔ کیونکہ نفاق جو ایمان کے نیچے چھپا ہُوا ہو۔ آگ کے اس انگار کی طرح ہوتا ہے۔ جو راکھ کے نیچے دبا ہُوا ہو۔ جب بھی ہَوا کا جھونکا آ گیا۔ وہ آگ ظاہر ہو جائیگی۔ اگر تم اس منافقت کا علاج نہ کروگے۔ تو کسی وقت تمہارے ایمان کی راکھ بھی اُڑ جائیگی۔ اور نفاق ظاہر ہو جائیگا پس محض اس بات سے خوش نہ ہو کہ تمہارا ایمان نفاق پر غالب ہے۔ اگر کسی کے دل میں ایسی بات ہے۔ تو اسکو اصلاح کرنی چاہیئے۔ دیکھو خدا نے ہم کو حق دیا ہے یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ ہم حق کو لے کر اُٹھیں۔ اور مغلوب ہو جاویں۔ جو لوگ یہاں بیٹھے ہیں۔ وہ غور سے سُنیں۔ اور آج سے تہیہ کر لیں کہ ہم نے حق پھیلانا ہے ؂

ایک سال میں تغیر عظیم کیونکر ہو سکتا ہے

اگر تم میں سے ہر ایک یہ ارادہ کرلے۔ اور مقدور بھر اس کو پورا کرنے میں لگ جائے تو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایک سال ختم نہیں ہوگا کہ تم دنیا میں تغیر عظیم پیدا کر دوگے۔ مگر ساری بات ارادے اور ہمت کی ہے۔ افسوس! کئی ہیں جو سُنتے ہی نہیں۔ اور کئی ہیں جو سُنتے ہیں۔ مگر یاد نہیں رکھتے۔ پھر کئی ہیں۔ جو سنتے ہیں۔ اور یاد بھی رکھتے ہیں۔ مگر کہتے ہیں کہ یہ دوسروں کے لئے کہا گیا ہے۔ اور ہم اس سے مُراد نہیں۔ اور یہ کہکر اس کام کو دوسروں پر ڈال دیتے ہیں۔ پھر کئی ہیں جو سُنتے ہیں۔ اور یاد بھی رکھتے ہیں۔ اور اپنے آپ کے لئے ہی اس کو سمجھتے ہیں۔ مگر ان کے نفوس میں ایسی بات ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ اُسے غلط قرار دے دیتے ہیں پھر کئی ہیں جو سُنتے ہیں یاد رکھتے ہیں اپنے آپکو ہی اس کا مصداق قرار دیتے ہیں اور ٹھیک

سمجھتے ہیں۔ مگر صحیح طور پر عمل نہیں کرتے۔ جو لوگ کہ سنتے ہیں۔ یاد رکھتے ہیں۔ پھر اپنے آپ کو اس کا مصداق بھی سمجھتے ہیں۔ اور صحیح خیال کرتے ہوئے عمل کرتے ہیں۔ وہ بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔ اور ان کی قلت ہی عظیم الشان تغیر میں روک بن رہی ہے۔ آخر ایک زمانہ آئیگا۔ جب ایسے مخلصین کی قلت نہ ہوگی۔ بلکہ کثرت ہوگی۔ اور عظیم الشان ترقی ہوگی۔ مگر میں کہتا ہوں۔ تم کو اس ترقی سے کیا فائدہ جب تم ناکاموں کی صف میں داخل ہو چکے۔ میں نے تمہیں بار بار اس بات سے آگاہ کر دیا ہے۔ کیونکہ میرا فرض ہے۔ کہ میں تمہیں کہتا چلا جاؤں۔ اور خدا تعالے کے حضور سرخرو ہو جاؤں۔ آگے اگر تم عمل نہ کرو۔ تو تمہاری قسمت ؂

ہر احمدی تبلیغ کر سکتا ہے

تم خوب اچھی طرح سمجھ لو۔ کہ ہم میں سے ہر شخص تبلیغ کر سکتا۔ اور صداقت سے محروموں تک حق پہونچا سکتا ہے۔ اور ہر شخص ہم میں سے دین کے لئے قربانی کر سکتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالے کی طرف سے جو دین آتا ہے۔ وہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ ہر شخص اسے دوسروں تک پہونچا سکتا ہے۔ کیونکہ اس کی شان ہے۔ کہ وہ ایسی ہی باتیں بیان کرتا ہے۔ جن کو ہر شخص دوسرے کو سمجھا سکے۔ ہاں لوگوں کی طرف سے پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ مولویوں نے اسلام کو مشکل بنا دیا ہے۔ حالانکہ اسلام ایک نہایت آسان مذہب ہے اسلام کیا ہے۔ خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری یہ کوئی مشکل بات نہیں۔ ہر شخص اسے سمجھ سکتا ہے۔ اور دوسروں کو سمجھا سکتا ہے۔ حضرت صاحب کہا کرتے تھے کہ خدا کی محبت اپنے دلوں میں قائم کرو۔ دین کو دنیا پر مقدم کرو۔ ہر اچھی بات کو قبول کر لو۔ اسمیں کونسی مشکل ہے۔ جو تم نہیں سمجھ سکتے یا غیر کو سمجھا سکتے۔ خدا تعالےٰ ہمیں توفیق دے۔ کہ ہم حق پہونچانے والے بنیں ہماری سستیاں دور ہوں۔ نیتیں مضبوط ہوں۔ اور بڑے۔ چھوٹے۔ امیر و غریب سب دین کی تبلیغ کرنے میں کوشش کریں ؂

اشتہارات

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے واجب التعظیم فاضل اجل عالم بے بدل و باعمل کی شہادت

تریاق چشم

تریاق چشم جو مکرمی مرزا حاکم بیگ صاحب کی ایجاد ہے۔ آنکھوں کی امراض کے لئے بےشک تجربہ فی الواقع تریاق اور اکسیر ثابت ہوا۔ اس کی شہرت کا باعث امر کے نافع اور مفید ہونے کی کافی دلیل اور ثبوت ہے۔ جن صاحبان کو ابھی تک باوجود امراض چشم کے تکلیف میں ہونے کے اس اکسیر صفت تریاق کے استعمال کا موقع نہیں ملا۔ وہ ایک دفعہ آزما کر ضرور دیکھیں۔ اور تجربہ سے اس کی تصدیق کریں۔ میں نے بذات خود تریاق چشم کو تجربہ کیا ہے۔ واقعی اپنی صفات اور خواص شائع کردہ میں بلا کم و کاست صحیح پایا ہ

خاکسار ابو البرکات غلام رسول راجیکی (دراجیکے)

نقل ترجمہ انگریزی سارٹیفکیٹ سول سرجن (کیمبل پور)

میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ میں نے تریاق چشم جسے مرزا حاکم بیگ صاحب نے تیار کیا ہے۔ استعمال کیا ہے۔ میں نے گجرات اور جالندھر میں اپنے ماتحتوں (ڈاکٹروں) اور دوستوں میں بھی تقسیم کیا۔ اور سفوف مذکور کو آنکھوں کی بیماریوں بالخصوص ککروں میں نہایت مفید پایا ہے۔ جیسا کہ دیگر سارٹیفکٹوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔

(دستخط انگریزی صاحب سول سرجن)

نوٹ:۔ قیمت تریاق چشم پانچ روپے فی تولہ۔ علاوہ محصولڈاک وغیرہ موازی ۸/ ربذمہ خریدار ہوگا ۔

المشتہر

خاکسار مرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم گوجرانوالہ۔ گڑھی شاہدولہ صاحب

پیٹ کی جھاڑو

یہ نسخہ حضرت مسیح موعود کا بتایا ہوا ہے۔ جو امراض شکم خاصکر قبض کیلئے بہت مفید ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ پیٹ کی جھاڑو ہے۔ آپ کے والد صاحب مرحوم نے اس نسخہ کو ستر برس کی عمر تک استعمال کیا۔ اور قبض و پیٹ کی صفائی کیلئے بہت مفید پایا۔ اسلئے کم از کم اس کی یکصد گولیاں احباب کے پاس ضرور ہونی چاہئیں۔ تاکہ ایسے موقعہ پر کام آویں۔ صرف ایک گولی شام کو سوتے وقت نیم گرم پانی یا دودھ کے ہمراہ استعمال فرمالیں۔ انشاء اللہ شکایت دور ہوجائے گی۔ قیمت فی صد ۸/ محصول ۸/ ر۔ عزیز ہوٹل قادیان

الہامات مہدی والمسیح

اس کتاب میں حضرت مسیح موعود کے وہ ۲۹ الہامات جنکو غیر احمدی اور مخالفین سلسلہ کفر اور شرک بتا کر کہا کرتے ہیں۔ کہ یہ خدا کا کلام نہیں ہوسکتا درج کر کے فاضل مصنف نے کثیر کتب اسلامیہ سے مخالفین کے جملہ اعتراضات کے ایسے محققانہ اور دندان شکن جواب دیئے ہیں۔ کہ معترضین کا ناطقہ بند کردیا ہے۔ ہر ایک خواندہ احمدی کو اس ڈر سے رسالہ کا پڑھنا اور اپنے پاس رکھنا ضروری ہے۔ تھوڑی جلدیں موجود ہیں۔ قیمت فی نسخہ ۸/ر اور محصولڈاک ۱/ کل ۹/ کے ٹکٹ بھیجکر پتہ ذیل سے منگالیں۔ دو نسخوں سے کم کا وی پی نہ ہوگا

المشتہر منیجر فاروق بک ایجنسی فاروق منزل خانپور دیانہ ضلع گوجرانوالہ

اللھم انت الشافی

جوہر شفاء ۔ نئی زندگی

یہ خشک سفوف ہے۔ جس کا تجربہ دس سال تک کیا گیا ہے۔ پرانا بخار دکھانسی خشک یا تر بلغم خون آتا ہو۔ سل کے کیڑوں کو فنا کرتا ہے۔ تپ دق کو جس سے حکیم و ڈاکٹر بھی عاجز ہوں۔ مرد و عورت سب کو یکساں مفید۔ قیمت نہایت کم۔ جو سو روپے کو بھی مفت فی تولہ ۲/ ر۔ علاوہ محصولڈاک جو ایک ماہ کو کافی ہے۔ حکیموں کو بھی اس کا مطب میں رکھنا ضروری ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہوتا ہے ؛ المشتہر (دانس) عزیز الرحمٰن قادر بخش بجنیر۔ قادیان

زمانہ پلٹ گیا

آئیں کہ دھر ہیں آج قدر دان کمال کے کا غذ پہ لکھ دیا ہے کلیجہ نکال کے ناظرین والا تمکین قضا کا تو علاج نہیں اور نہ حیات و ممات کا خالق عالم کے سوا دوسرے کے قبضہ قدرت میں ہے۔ لیکن بقائے صحت و زندگی کیلئے ادویات کا استعمال ضروری ہے۔ انسان کا خاصہ ہے۔ کہ کبھی بیمار کبھی تندرست اسلئے ہر ایک شخص حصول صحت و بقائے تندرستی کی خاطر ہمیشہ اس کا متلاشی ہے۔ کہ کوئی اکسیر نسخہ ملجائے۔ تو مشکلات حل ہوجاویں۔ اور زمانے کی تیز رفتار اور دوستی بھی اسباب پر مجبور کرتی ہے۔ کہ طب یونانی کے وقار و شہرت اور بقا کی خاطر اسکے کرشموں کا اظہار کیا جائے۔ اور نیز زمانے میں ایسے لوگوں کی کثیر جماعت نظر آرہی ہے۔ جو اس بات کی متلاشی ہے۔ کہ اگر کامل مجربات دستیاب ہوجاویں تو نا اہلوں کے ہاتھوں سے بچ جاویں۔ ان خیالات کو مدنظر رکھکر بندہ نے کمال جستجو اور برسوں کی محنت شاقہ کے بعد بفضل خدا مجربات نورانی یعنی طب الصافی چار سو صفحہ کی تالیف کی ہے۔ جسمیں انسانی جسم کی تمام امراض نئی پرانی پیچیدہ داخلی خارجی بیماریوں کی شرطیہ مجرب المجرب ہزاروں نسخہ جات صدریہ مخفیہ درج کئے ہیں۔ یعنی طب یونانی کا لب لباب و سرمایہ حیات و متاع زندگی کا نچوڑ سمندر دریا کوزے میں بند کردیا ہے۔ اس مجربات کے بیان کردہ قواعد پر عمل کرنے سے انسانی دینی و دنیاوی زندگی کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ انسان ہمیشہ تندرست چست و چالاک رہتا ہے۔ اسبات کو دنیا نے مانا ہوا ہے کہ یونانی علاج معالجہ سے سراسر فائدہ ہے۔ نقصان کا احتمال نہیں بلکہ طب یونانی جملہ علوم و فنون کی سردار ہے۔ تمام ماہرین یعنی ڈاکٹر وید ہومیوپیتھک وغیرہ اس خرمن کے خوشہ چیں ہیں ایسے کامل مجربات کی ایک جلد منگوا کر ملاحظہ فرماویں۔ اگر آپ ہزاروں روپیہ خرچ کر ڈالیں۔ تو دوسری جگہ ایسے مجربات نسخہ جات دستیاب نہیں ہوسکینگے۔ جو آج تھوڑے داموں اس کامل مجربات میں مل سکتے ہیں۔ قیمت فی جلد درجہ اول للعہ ر درجہ دوم ۱۲ ۔ اور بلا جلد ۱۲

ملنے کا پتہ

حکیم نور محمد ولد حکیم مولوی فضل احمد مرحوم مالک شفاخانہ مشیر صحت لاہور۔ کشمیری بازار

مختصر خبریں

—— لنڈن ۔ ۵ رجون ۔ عدالت عالیہ نے جیوری سے اتفاق کر کے مسٹر نارا اور اوڈ وائر کے مقدمہ میں ڈگری بمعہ اخراجات سر مائیکل اوڈوائر کے حق میں دیدی ہے ۔

—— واشنگٹن ۔ ۳ رجون ۔ امریکہ کی سینٹ نے یہ تجویز مسترد کر دی ہے کہ جرمنی کو ۵۰ کروڑ روپے قرض دئے جائیں ۔ تاکہ وہ امریکہ سے غلہ خرید سکے ۔

—— کچھ عرصہ سے اخبارات میں خوست کی بغاوت کی خبریں شائع ہو رہی ہیں ۔ اس بغاوت کے متعلق اخبار امان افغان اصلی وجہ بغاوت یہ بیان کرتا ہے کہ اندرون ملک کے بعض مفسدہ پردازوں اور غیر ملکوں کے چند شخصوں نے نام نہاد ملاؤں عبد الرشید اور عبد اللہ ساکن گردیز یہ کہلوا دیا ۔ کہ اس نظام نامہ کے بعض کوائف شریعت کے خلاف ہیں ۔ چنانچہ امیر نے جواب میں اعلان کیا کہ علماء کبار نے اس نظام نامہ کی تصدیق کی ہے ۔ اگر کسی کو کچھ اعتراض ہے تو کابل آ کر ارباب علم سے دریافت کرے ۔ اس پر وہ دونوں نہ آئے اور منگل خاندان کے پاس بھاگ گئے ۔ اور اعلان کیا کہ چونکہ ہم حامی شریعت ہیں ۔ اس لئے ہم پر امیر صاحب ظلم کرتے ہیں ۔ اس سے فساد ہوا ۔ اور آخر دربار کابل فوجیں روانہ کرنے پر مجبور ہو گیا ۔ اور اس سے قبل خوست کے لوگوں کو سمجھایا ۔ لیکن سمجھے نہیں ۔

—— [illegible] ۔ ۳۰ رمئی ۔ ماسکو کے چینی قائمقام نے اپنی [illegible] سے کہ ارگا کا بدھ بیمار ہو کر حال ہی میں [illegible]

—— [illegible] کانفرنس نے یہ نتیجہ نکالا [illegible] طاقت کے متعلق شرائط کو [illegible] موجودہ طاقت کی فوری [illegible]

[illegible]

کی تحقیقاتی کمیٹی کی ایک نشست پنڈت موتی لال نہرو کو بھی پیش کی گئی تھی ۔ لیکن انہوں نے اس کمیٹی کا ممبر بننے سے انکار کر دیا ۔

—— یکم جون کو دہلی کی مشہور بڑلا ملز کا دفعۃً ایک ٹیوب پھٹ گیا ۔ جس سے اس جگہ کے موجودہ بیس آدمیوں سے اٹھارہ اسی وقت مر گئے ۔ اور بقیہ دو کو ہسپتال بھیجا گیا ۔ وہاں جا کر ایک آدمی مر گیا اور ایک کی ٹانگ کاٹی گئی ۔ مُردوں کو کفن وغیرہ مل کی طرف سے دیا گیا ۔ اور ان کے پسماندوں کا گذارہ مقرر کیا گیا ۔

—— امرتسر ۔ ۲ رجون ۔ ایک سکھ پبلسٹی کمیٹی قائم کی گئی ہے ۔ جس کا کام اکالی پروپگنڈا کے خلاف اشاعتی کام کرنا ہو گا ۔ لفٹنٹ سردار رگھبیر سنگھ راجہ صاحب اس کمیٹی کے صدر اور سردار سادھو سنگھ صاحب سکرٹری منتخب کئے گئے ہیں ۔

—— بمبئی ۲۷ رجون ۔ بمبئی پولیس کے ۲۰۰ آدمیوں نے لاٹھیوں سے مسلح ہو کر ڈپٹی کمشنر بمبئی کی رہنمائی میں پٹھانوں کی جائے رہائش پر چھاپہ مارا اور ۲۰۰ پٹھانوں کو گرفتار کر لیا ۔ گرفتاری کے وقت ان پٹھانوں میں سے کسی نے مخالفت نہ کی ۔ انہیں سے ۱۲۹ کو چھوڑ دیا گیا جنہیں سے ۸۶ برطانوی ہندوستان کے رہنے والے ہیں ۔ باقی ۷۱ پٹھانوں کو پٹھان ڈیپورٹیشن ایکٹ کی رو سے بمبئی سے باہر نکال دیا گیا ۔

—— لاہور ۳ رجون ۔ باقی ببر اکالیوں میں سے ایک شخص مسمی دریا سنگھ آج صبح پولیس کے ساتھ مڈبھیڑ میں ضلع لائل پور میں مارا گیا ۔

—— امرتسر ۔ ۲ جون ۔ خالصہ کالج امرتسر کی انتظامیہ کمیٹی نے مسٹر سن موہن کو خالصہ کالج کا نیا پرنسپل مقرر کیا ہے ۔ سکھ نئے پرنسپل کے آنے پر طلباء نے غم و رنج کا اظہار کیا ۔

قسطنطنیہ ۲ ۔ جون ۔ اطالوی افواج جزیرہ روڈز پر اتری ہیں ۔ جس سے ٹرکی میں عام اضطراب پھیل گیا ہے ۔ اس سے چند روز پہلے سسلی میں فوجی اجتماع ہوتا رہا ہے ۔

—— شملہ ۴ رجون ۔ پیٹنٹ کونسل نے گنڈہاک پر درآمد محصول معاف کرنے کا ریزولیوشن منظور کر لیا ہے ۔

—— الہ آباد ۔ ۴ رجون ۔ گورنمنٹ نے سر تیج بہادر اور مسٹر جناح کو اصلاحات کی کمیٹی میں کام کرنے کی دعوت دی ہے ۔ جنہوں نے منظور کر لی ہے ۔

—— برطانیہ اور فرانس کے درمیان جو ۲۲ میل وسیع سمندر حائل ہے ۔ اس کے نیچے سے سرنگ لگا کر ریل کی آمد و رفت کا سوال بارہا پیش ہو چکا ہے ۔ اب ولایتی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ فرانس اس کام کرنے پر فی الفور تیار ہے ۔ اور انگریزی حکومت بھی بیکاروں کی کثیر جماعت کو کام پر لگانے کے لئے اس کی طرف مائل ہو رہی ہے ۔

—— ولایت کے ڈاکٹر زور دے رہے ہیں کہ صرف ان مردوں اور عورتوں کی شادی کرنے کی اجازت دی جائے ۔ جو صرف ڈاکٹری سند پیش کر سکیں ۔ کہ وہ شادی کے قابل ہیں ۔ ولایت کا اخبار جان بل اس پر اظہار رائے کرتا ہوا لکھتا ہے کہ اگر سوروں کی طرح انسان کی نسل کا لینا ضروری ہے ۔ تو بہتر ہے کہ اس نسل کو مر جانے دیا جائے ۔

—— آگرہ ۴ ۔ جون ۔ مجلس حفاظت مساجد بھرتپور اور جمعیۃ العلماء کا مشترکہ وفد جو ہندوستان کے مختلف حصوں کے لیڈروں پر مشتمل تھا ۔ ۲ رجون کو بھرتپور پہونچا ۔ سرکاری عہدہ داروں نے وفد کا استقبال کیا ۔ اور ریاستی مہمان خانہ میں اُتارا ۔ دوپہر کو مہاراجہ صاحب نے ملاقات کا موقع دیا ۔ پولٹیکل ایجنٹ نے مساجد کے انہدام کو تسلیم کیا ۔ وفد غیر مطمئن حالت میں واپس آ گیا ۔

—— قسطنطنیہ ۲ رجون سر پرسی کاکس کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ لنڈن واپس آ جائیں ۔ بشرطیکہ موصل کے مسئلہ کے متعلق ترکوں کا رویہ معتدل نہ ہو ۔

—— انجمن اسلامیہ امرتسر نے ایک انٹرمیڈیٹ کالج کھولنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ اور اس کے لئے پچاس ہزار کی رقم منظور کی ہے ۔

—— جمعیۃ تبلیغ الاسلام صوبہ متحدہ کا دفتر آگرہ سے

([illegible] عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا)